﴿......اِنَّ الفَضلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:٧٤) ☆ ﴿......عَسٰی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً مَّحْمُوْداً﴾ (بنی اِسرائیل:٨٠)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ٨ جمعۃ المبارک ٣/اگست ٢٠٠١ء شمارہ ٣١

١٢/جمادی الاول ١٤٢١ ہجری ☆ ٣/ظہور ١٣٨٠ ہجری شمسی

رحیمیت کا تقاضا

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"مزدور کو اس کی مزدوری پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو"۔ (ابن ماجہ کتاب الاحکام باب اجرا الاجراء)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو شخص دعا کے ساتھ خداتعالیٰ کی طرف مونہہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا اور اندھا مرتا ہے

خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں

"اور جس طرح خداتعالیٰ کی کتابوں میں نیک انسان اور بد انسان میں فرق کیا گیا ہے اور ان کے جدا جدا مقام ٹھیرائے ہیں اسی طرح خداتعالیٰ کے قانون قدرت میں ان دو انسانوں میں بھی فرق ہے جن میں سے ایک خداتعالیٰ کو چشمۂ فیض سمجھ کر بذریعہ حالی اور قالی دعاؤں کے اس سے قوت اور امداد مانگتا ہے اور دوسرا صرف اپنی تدبیر اور قوت پر بھروسہ کر کے دُعا کو قابل مضحکہ سمجھتا ہے۔ بلکہ خداتعالیٰ سے بے نیاز اور متکبرانہ حالت میں رہتا ہے۔ جو شخص مشکل اور مصیبت کے وقت خدا سے دُعا کرتا اور اس سے حلِ مشکلات چاہتا ہے وہ بشرطیکہ دُعا کو کمال تک پہنچاوے خداتعالیٰ سے اطمینان اور حقیقی خوشحالی پاتا ہے۔ اور اگر بالفرض وہ مطلب اس کو نہ ملے تب بھی کسی اور قسم کی تسلی اور سکینت خداتعالیٰ کی طرف سے اس کو عنایت ہوتی ہے اور وہ ہرگز ہرگز نامراد نہیں رہتا۔ اور علاوہ کامیابی کے ایمانی قوت اس کی ترقی پکڑتی ہے اور یقین بڑھتا ہے۔ لیکن جو شخص دعا کے ساتھ خداتعالیٰ کی طرف مونہہ نہیں کرتا وہ ہمیشہ اندھا رہتا اور اندھا مرتا ہے۔

اور ہماری اس تقریر میں اُن نادانوں کا جواب کافی طور پر ہے جو اپنی نظر خطاکار کی وجہ سے یہ اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ بہتیرے ایسے آدمی نظر آتے ہیں کہ باوجود اس کے کہ وہ اپنے حال اور قال سے دعا میں فنا ہوتے ہیں پھر بھی اپنے مقاصد میں نامراد رہتے اور نامراد مرتے ہیں۔ اور بمقابل ان کے ایک اور شخص ہوتا ہے کہ نہ دُعا کا قائل، نہ خدا کا قائل وہ اُن پر فتح پاتا ہے اور بڑی بڑی کامیابیاں اس کو حاصل ہوتی ہیں۔ سو جیسا کہ ابھی مَیں نے اشارہ کیا ہے اصل مطلب دعا سے اطمینان اور تسلّی اور حقیقی خوشحالی کا پانا ہے۔ اور یہ ہرگز صحیح نہیں کہ ہماری حقیقی خوشحالی صرف اُسی امر میں میسّر آسکتی ہے جس کو ہم بذریعہ دُعا چاہتے ہیں بلکہ وہ خدا جو جانتا ہے کہ ہماری خوشحالی کس امر میں ہے وہ کامل دُعا کے بعد ہمیں عنایت کر دیتا ہے۔ جو شخص رُوح کی سچائی سے دُعا کرتا ہے وہ ممکن نہیں کہ حقیقی طور پر نامراد رہ سکے بلکہ وہ خوشحالی جو نہ صرف دولت سے مل سکتی ہے اور نہ حکومت سے اور نہ صحت سے بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے جس پیرایہ میں چاہے وہ عنایت کر سکتا ہے ہاں وہ کامل دُعاؤں سے عنایت کی جاتی ہے۔ اگر خداتعالیٰ چاہتا ہے تو ایک مخلص صادق کو عین مصیبت کے وقت میں دُعا کے بعد وہ لذّت حاصل ہو جاتی ہے جو ایک شہنشاہ کو تختِ شاہی پر حاصل نہیں ہو سکتی۔ سو اسی کا نام حقیقی مرادیابی ہے جو آخر دُعا کرنے والوں کو ملتی ہے اور اُن کی آفات کا خاتمہ بڑی خوشحالی کے ساتھ ہوتا ہے لیکن اگر اطمینان اور سچی خوشحالی حاصل نہیں ہوئی تو ہماری کامیابی بھی ہمارے لئے ایک دُکھ ہے۔ سو یہ اطمینان اور رُوح کی سچی خوشحالی تدابیر سے ہرگز نہیں ملتی بلکہ محض دُعا سے ملتی ہے۔ مگر جو لوگ خاتمہ پر نظر نہیں رکھتے وہ ایک ظاہری مُرادیابی یا نامرادی کو دیکھ کر مدارِ فیصلہ اسی کو ٹھیرا دیتے ہیں اور اصل بات یہ ہے کہ خاتمہ بالخیر ان ہی کا ہوتا ہے جو خدا سے ڈرتے اور دعا میں مشغول ہوتے ہیں۔ اور وہی بذریعہ حقیقی اور مبارک خوشحالی کے سچی مرادیابی کی دولتِ عظمیٰ پاتے ہیں۔" (ایام الصلح۔ روحانی خزائن جلد ١٤ صفحہ ٢٣٦۔٢٣٨)

شفاعت کا ایک معنی دُعا بھی ہے اس لئے جو بھائی خدا کے حضور زیادہ جھکا ہوا ہے اسے چاہئے کہ وہ اپنے کمزور بھائیوں کے لئے دعا کرے

احمدیت جس کثرت اور تیزی سے پھیل رہی ہے یہ وہی ملک عظیم ہے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔

وہ وقت آئے گا جب زمین حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کی برکت سے اسلام کو پھیلا کر روشن ہو جائے گی

(حضور ایدہ اللہ کی بڑی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ اور بعض دیگر مرحومین کی نمازجنازہ غائب اور ان کے اوصاف حمیدہ کا مختصر تذکرہ)

(خلاصہ خطبہ جمعہ ٢٠/جولائی ٢٠٠١ء)

لندن (٢٠/جولائی): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے صفت رحمانیت کے متعلق مختلف قرآنی آیات کے حوالہ سے مضمون کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے مختلف امور کی وضاحت کی۔ سورۃ طٰہٰ کی آیت ﴿یَوْمَئِذٍ یَّتَّبِعُوْنَ الدَّاعِیَ لَاعِوَجَ لَہٗ وَخَشَعَتِ الْاَصْوَاتُ لِلرَّحْمٰنِ......... الخ﴾ کی وضاحت کرتے ہوئے بتایا کہ ایک دوسری جگہ قرآن کریم میں آنحضرتؐ اور قرآن کریم دونوں کے متعلق ﴿لَمْ یَجْعَلْ لَہٗ عِوَجًا﴾ فرمایا گیا ہے۔ یعنی نہ کتاب میں کوئی ٹیڑھا پن رکھا نہ رسول میں کوئی کجی رکھی۔ یہاں رسول اللہ کے متعلق ﴿لَا عِوَجَ لَہٗ﴾ فرمایا گیا ہے حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ جو بندے کجی رکھتے ہیں وہ بے کجی والے انسان کی پیروی کر ہی نہیں سکتے۔ حضور ایدہ اللہ نے سورۃ طٰہٰ کی ان آیات کے حوالہ سے بتایا کہ یہاں ایٹمی جنگ کی طرف اشارہ ہے جس کے نتیجہ میں بڑی بڑی قوموں کے غرور توڑے جائیں گے اور انہیں محسوس ہو جائے گا کہ آنحضرتؐ کے سوا اور کوئی وجود ہمارے لئے نہیں۔ اس

وقت رحمان خدا کے لئے آوازیں دھیمی پڑجائیں گی۔

ایک اور آیت کریمہ میں ہے ﴿يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ﴾ یعنی شفاعت اسی کو فائدہ دے گی جس کے حق میں رحمٰن نے اجازت دی ہو گی۔ حضور نے بتایا کہ شفاعت کا ایک معنی دعا بھی ہے۔ اس لئے یہ حکم ہے کہ جو بھائی خدا کے حضور زیادہ جھکا ہو اسے چاہئے کہ وہ اپنے کمزور بھائیوں کے لئے دعا کرے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ میرا یہ عقیدہ ہے کہ جس کو یہ دعائیہ شفاعت یہاں نصیب ہو جائے اس کے لئے آنحضرتؐ بھی شفیع ہو جائیں گے۔

ایک آیت کریمہ میں ہے کہ وہ لوگ کہتے ہیں کہ رحمٰن خدا نے بیٹا بنالیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ خدا کے عزت دار بندے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس میں مثلاً حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے جو رحمان خدا کے مکرم بندے تھے مگر لوگوں نے انہیں خدا کے بیٹا قرار دیا۔ حضور نے اسی طرح مختلف آیات قرآنیہ پیش کرتے ہوئے ان کے مطالب و معانی احباب کے سامنے رکھے۔ پھر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے بعض ارشادات پڑھ کر سنائے جن میں رحمانیت کی صفت کے تعلق میں مضامین بیان ہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے وہ الہامات بھی سنائے جن میں رحمان کا ذکر ہے۔ ایک الہام ہے "حُكْمُ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لِخَلِيفَةِ اللّٰهِ السُّلْطَانِ" کہ وہ خدا جو رحمان ہے وہ اپنے خلیفہ سلطان کے لئے مندرجہ ذیل حکم صادر کرتا ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہاں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو خلیفہ سلطان فرمایا گیا کہ اسے ایک ملک عظیم دیا جائے گا۔ احمدیت جس کثرت اور تیزی سے پھیل رہی ہے یہ وہی ملک عظیم ہی ہے جس کا وعدہ دیا گیا تھا۔ اور وہ وقت آئے گا جب یہی ایک مذہب ہو گا جو سچا اسلام بن کر ساری دنیا پر غالب آجائے گا اور زمین حضرت مسیح موعودؑ کی تبلیغ کی برکت سے اسلام کو پھیلا کر روشن ہو جائے گی۔ ایک الہام میں ہے "اِنِّیْ مَعَ الرَّحْمٰنِ اٰتِيْكَ بَغْتَةً" مَیں رحمان کے ساتھ اچانک تیری مدد کو آؤں گا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ بَغْتَةً کا الہام کئی بار پورا ہو چکا ہے۔ اللہ بہتر جانتا ہے کہ یہ بَغْتَةً کن معنوں میں اور کب پورا ہو گا لیکن لازماً جیسے دوسرے الہام پورے ہوئے یہ بھی پورا ہو کر احمدیت کے حق میں چمکے گا۔

خطبہ کے آخر پر حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے بعض مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ ان میں سب سے پہلے حضور نے اپنی بڑی ہمشیرہ محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ کی وفات کا ذکر فرمایا جو ۱۸ر جولائی بروز بدھ ۷۵ سال کی عمر میں فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئیں۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا:

آخر پر مَیں احباب جماعت کو یہ افسوسناک اطلاع دینا چاہتا ہوں کہ ۱۸ر جولائی بروز بدھ دن کے گیارہ بج کر ۴۵ منٹ پر میری بڑی بہن بی بی امۃ الحکیم، فضل عمر ہسپتال ربوہ میں وفات پاگئیں۔ انّا للّٰہ و انّا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۷۵ سال تھی۔ ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت کی۔

آپ غریبوں کی ہمدرد، مستجاب الدعوات اور صاحب رویاء و کشوف بزرگ تھیں۔ غریبوں اور مساکین کی باقاعدہ سرپرستی کرتی تھیں اور طرز زندگی میں فقیری اور درویشی نمایاں تھی۔ دوسروں کا دُکھ دیکھ کر تڑپ اٹھتیں۔

آپ کی شادی حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب کے بیٹے محترم سید داؤد مظفر شاہ صاحب کے ساتھ ہوئی۔ شادی کے بعد لمبا عرصہ آپ کا سندھ میں قیام رہا اور وہاں خصوصاً لجنہ کی تنظیم کو فعال بنانے کے سلسلے میں آپ کو گرانقدر خدمات کی توفیق ملی۔

آپ کو خدا تعالیٰ نے چھ بیٹوں اور تین بیٹیوں سے نوازا۔ آپ کو یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ آپ کے تین بیٹے واقفین زندگی ہیں اور انہیں جماعت میں نمایاں خدمات بجالانے کی توفیق مل رہی ہے۔ نیز تینوں بیٹیاں بھی واقفین زندگی سے بیاہی ہوئی ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ ان کی وفات پر دنیا بھر سے تعزیت کے پیغامات، فیکسز اور خطوط موصول ہو رہے ہیں۔ اس ہمدردی اور اظہار محبت پر ہم سب آپ کے شکر گزار ہیں لیکن فرداً فرداً ہر ایک کو جواب دینا میرے لئے ممکن نہیں۔ اس لئے اس اعلان کے ذریعہ مَیں آپ سب کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

حضور نے محترمہ صاحبزادی امۃ الحکیم صاحبہ اور بعض دیگر مرحومین کی نماز جنازہ غائب نمازِ جمعہ کے بعد پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ دیگر مرحومین کے ناموں کی تفصیل یوں ہے:-

حضرت مولانا شیخ مبارک احمد صاحب۔ آپ جماعت کے قدیمی خادم اور بزرگ مربی تھے۔ قریبا ستر سال تک انتہائی شاندار خدمات بجالانے کے بعد ۹ر مئی ۲۰۰۱ء کو ۹۰ سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

۱۹۷۹ء میں پہلے برطانیہ کے امیر و مشنری انچارج اور پھر بعد میں امریکہ کے امیر و مشنری انچارج مقرر ہوئے۔ ان دونوں ملکوں میں بھی آپ نے مساجد اور مشن ہاؤسز کی تعمیر کے میدان میں نمایاں خدمات کی توفیق پائی۔ آپ جماعتوں میں بہت مقبول اور ہر دلعزیز تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین

چوہدری عبدالرحمٰن صاحب ایڈووکیٹ: سلسلہ کے مخلص فدائی خادم، صدر قضاء بورڈ مرکزیہ ربوہ طویل علالت کے بعد لاہور میں وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کی عمر ۶۸ (اڑسٹھ) سال تھی۔ آپ کے دادا اور نانا، نیز آپ کی والدہ محترمہ بھی صحابی تھے۔

محترم چوہدری صاحب نہایت دیندار، صاحبِ فراست، حلیم الطبع اور مخلوق خدا سے محبت کرنے والے انسان تھے۔

محترم چوہدری صاحب نے بطور صدر قضاء بورڈ ۱۳ سال تک مخلصانہ خدمات سرانجام دیں۔ اس سے پہلے آپ ۹ سال تک امیر ضلع گوجرانوالہ رہے۔

محترم مولوی عبدالسلام طاہر صاحب مربی سلسلہ مورخہ ۲۸ر مئی ۲۰۰۱ء کو بعمر ۵۷ (ستاون) سال وفات پاگئے۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون۔

محترم کیپٹن حاجی احمد خاں ایاز صاحب: محترم کیپٹن حاجی احمد خاں ایاز صاحب آف کھاریاں (مجاہد ہنگری) ۲۹ر اپریل ۲۰۰۱ء کو بانوے سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ موصی تھے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ ۱۹۳۴ء میں تین سال کیلئے وقف کرنے کے بعد ہنگری، پولینڈ اور چیکوسلواکیہ میں پیغام حق پہنچانے کی سعادت پائی۔

مکرم احمد دین صاحب۔ فیکٹری ایریا ربوہ۔ حضور نے فرمایا کہ ان کی وفات کی اطلاع ان کے بیٹے نے مجھے دی ہے اور ساتھ اپنے ابا کے نام میرے ۱۹۹۳ء کے ایک خط کی نقل بھی بھجوائی ہے جس میں میں نے ان سے نماز جنازہ غائب پڑھانے کا وعدہ کیا تھا۔ چنانچہ اپنے وعدہ کے موافق میں آج ان کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا۔

نماز جمعہ و سنتوں کی ادائیگی کے بعد حضور ایدہ اللہ نے ان سب مرحومین کی نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

الفضل انٹرنیشنل کا خصوصی نمبر

قارئین الفضل انٹرنیشنل مطلع رہیں کہ امسال انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی میں ۲۴، ۲۵، ۲۶ر اگست کو منعقد ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ چنانچہ الفضل انٹرنیشنل کا خصوصی نمبر ۲۶ر اگست تا ۶ر ستمبر اکٹھا شائع ہو گا۔

جو احباب اس شمارہ میں خصوصی اشتہار دینا چاہتے ہوں وہ فوری طور پر رابطہ کریں۔ (مینیجر)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیزنے فرمایا:

خدا تعالیٰ نے آپ کی مالی توفیقات کو جو بڑھایا ہے کیا آپ نے ان توفیقات کے مطابق اپنی مالی قربانی کو بھی بڑھایا ہے کہ نہیں۔

خدمت خلق کا عظیم موقعہ
"بیوت الحمد منصوبہ"

جماعت احمدیہ کے قیام کا ایک عظیم مقصد خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دینا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جاری فرمودہ پہلی مالی تحریک "بیوت الحمد منصوبہ" اس فریضہ کی تکمیل کیلئے ایک سنہری موقع ہے۔ اس سکیم کے تحت خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے غریب، نادار اور بے گھر افراد کو گھروں کی سہولت مہیا کی جاتی ہے۔ چنانچہ متعدد مستحق خاندان اس خوبصورت اور ہر بنیادی سہولت سے آراستہ بیوت الحمد کالونی ربوہ میں آباد ہو کر اس بابرکت تحریک کے ثمرات سے مستفید ہو رہے ہیں۔

اس کے علاوہ ربوہ اور پاکستان بھر میں متعدد مستحق گھرانوں کو ان کے اپنے اپنے گھروں میں حسب ضرورت توسیع مکان کے لئے لاکھوں روپے کی امداد دی جاچکی ہے اور امداد کا یہ سلسلہ جاری ہے۔

احباب کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار ہو کر ثواب کی خاطر اس بابرکت تحریک میں ضرور شمولیت فرمائیں۔

☆......احباب کے علم کی خاطر پورے مکان کے اخراجات کی ادائیگی کی گرانقدر پیشکش بھی ہو سکتی ہے۔

☆...... حسب استطاعت ایک لاکھ یا اس سے زائد مالی قربانی۔

☆...... حسب توفیق جس قدر بھی مالی قربانی پیش کر سکیں۔

امید ہے آپ اس بابرکت تحریک میں زیادہ سے زیادہ مالی قربانی پیش فرمائیں گے۔ یہ رقوم مقامی جماعت میں بھی جمع کرائی جاسکتی ہیں اور خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ، پاکستان میں بیوت الحمد کی مد میں بھجوائی جاسکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں خدمت خلق کے عظیم فریضہ کو سرانجام دینے کی توفیق سے نوازتا رہے۔

(سیکرٹری۔ بیوت الحمد)

علامہ اقبال کے فلسفہ کا لبّ لباب

جسٹس (ر) جاوید اقبال کے نقطہ نظر کا تجزیاتی مطالعہ

(مسعود احمد خان دہلوی)

(دوسری قسط)

علامہ اقبال کی فکری نہج اور اس کا ماخذ

قرآن و سنت میں اس کا کوئی جواز موجود نہ ہونے کے باوجود جناب جسٹس (ر) جاوید اقبال کا علامہ اقبال کے فلسفہ کا گہری نظر سے مطالعہ کرنے کے بعد یہ لکھنا کہ علامہ انسان کو اتنے اونچے مقام پر لے جانا چاہتے تھے کہ خدا انسان کے مشورہ مدد ومعاونت سے نئی تقدیریں نافذ کرکے کائنات اور اس کے نظام کو بہتر سے بہتر طریق سے چلا سکے ہمیں مجبور کرتا ہے کہ ہم علامہ اقبال کے فکری ماخذ تک پہنچ کر ان کے کلام میں مذکور ان کے فلسفہ کا اس ماخذ کی روشنی میں جائزہ لیں اور پھر دیکھیں کہ جناب جاوید اقبال صاحب کا اخذ کردہ نتیجہ کہاں تک درست ہے۔

جہاں تک علامہ اقبال کی فکری نہج اور اس کے اصل ماخذ کا تعلق ہے خود علامہ موصوف نے لگی لپٹی رکھے بغیر اس کا انکشاف کیا ہے کہ علامہ کی عمر مغربی فلسفہ کا مطالعہ کرنے میں ہی گزری ہے اور وہ ہر بات کو اس کی روشنی میں جانچنے اور پرکھنے کے عادی ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ۲ر ستمبر ۱۹۲۵ء کو جناب پروفیسر صوفی غلام مصطفیٰ تبسم کے نام جو تفصیلی مکتوب لکھا اس میں اور بہت سی باتوں کے علاوہ یہ بھی رقم فرمایا:

"میری عمر زیادہ تر مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں گزری ہے اور یہ نقطۂ خیال ایک حد تک طبیعت ثانیہ بن چکا ہے۔ دانستہ یا نادانستہ مَیں اسی نقطۂ نگاہ سے حقائق اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں اور مجھ کو بارہا اس کا تجربہ ہوا ہے کہ اردو میں گفتگو کرتے ہوئے مَیں اپنے مافی الضمیر کو اچھی طرح ادا نہیں کر سکتا"۔

("مکاتیب اقبال" مرتبہ شیخ عطاء اللہ ایم اے حصہ اول صفحہ ۴۷۔ شائع کردہ شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور)

ساتھ ہی علامہ نے اس مکتوب میں اپنے بارہ میں دینی علوم پر دسترس نہ ہونے کا اعتراف بھی کیا۔ علامہ نے ایک مولوی صاحب کے بارہ میں (جن کا نام خط میں درج نہیں) یہ تجویز کیا کہ زمانۂ موجودہ کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ ایک کتاب تصنیف کریں۔ علامہ نے لکھا کہ وہ اس کی پوری اہلیت رکھتے ہیں اور ان کی بات کا اسلامی دنیا میں اثر بھی ہوگا۔ علامہ نے اپنی اس تجویز کے آخر پر لکھا:

"غرض کہ مولوی صاحب موصوف یا ان کے رفقاء کو جو کلام الٰہی اور مسلمانوں کے دیگر مذہبی لٹریچر پر عبور رکھتے ہیں اس طرف توجہ کرنی چاہئے۔ مَیں اور مجھ ایسے لوگ صرف ایک آنکھ رکھتے ہیں"۔

(مکاتیب اقبال حصہ اول صفحہ ۴۸۔۴۹)

علامہ اقبال اسلام کا درد رکھنے اور آنحضرت ﷺ سے بے حد عقیدت اور محبت رکھنے کے باوجود مغربی فلسفہ سے اس درجہ مرعوب و مغلوب تھے کہ ان کے نزدیک دنیا میں نئے انقلاب کی طرح مغربی دنیا میں ہی پڑنے کی توقع تھی اور اس انقلاب کے پیچھے مغرب کے فلسفیوں کی ذہنی کاوشوں اور فکری نہج نے بہت اہم کردار ادا کرنا تھا۔ چنانچہ علامہ اپنی منظوم تصنیف "پیام مشرق" کے دیباچہ میں مشہور جرمن شاعر گوئٹے کی فکری نہج کا کافی تفصیل سے ذکر کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں:

"حقیقت یہ ہے کہ اقوام عالم کا باطنی اضطراب جس کی اہمیت کا صحیح اندازہ ہم محض اس لئے نہیں لگا سکتے کہ خود اس اضطراب سے متاثر ہیں ایک بہت بڑے روحانی اور تمدنی انقلاب کا پیش خیمہ ہے۔ یورپ کی جنگ عظیم (جنگ عظیم اول) ایک قیامت تھی جس نے پرانی دنیا کے نظام کو قریباً ہر پہلو سے فنا کر دیا ہے اور اب تہذیب و تمدن کے خاکستر سے فطرت زندگیوں کی گہرائیوں میں ایک نیا آدم اور اس کے رہنے کے لئے ایک نئی دنیا تعمیر کر رہی ہے جس کا ایک دھندلا سا خاکہ ہمیں آئن سٹائن اور برگساں کی تصانیف میں ملتا ہے"۔ ('پیام مشرق' ایڈیشن دہم صفحہ ك ناشر غلام علی اینڈ سنز لاہور)

زندگیوں کی گہرائیوں میں ایک نئے آدم اور نئی دنیا کی صحیح خطوط پر تعبیر کے بارہ میں اقبال اہل یورپ سے مایوس نظر آتے ہیں۔ اس کی بجائے وہ امید باندھتے ہیں دُور دراز واقع ایک اور مغربی ملک سے۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ علامہ کی امیدوں کی آماجگاہ وہ مغربی ملک کونسا ہے۔ چنانچہ علامہ "پیام مشرق" کے خود نوشت دیباچہ میں مزید رقمطراز ہیں:

"یورپ نے اپنے علمی، اخلاقی اور اقتصادی نصب العین کے خوفناک نتائج اپنی آنکھوں سے دیکھ لئے ہیں اور سائنز ینٹی (سابق وزیر اعظم اطالیہ) سے "انحطاط فرنگ" کی دلخراش داستان بھی سن لی ہے لیکن افسوس ہے کہ اس کے نکتہ رس مگر قدامت پرست مدبرین اس حیرت انگیز انقلاب کا صحیح اندازہ نہیں کر سکے جو انسانی ضمیر میں اس وقت واقع ہو رہا ہے۔ خالص ادبی اعتبار سے دیکھیں تو جنگ عظیم کی کوفت کے بعد یورپ کے قوائے حیات کا اضمحلال ایک صحیح اور پختہ ادبی نصب العین کی نشوونما کے لئے نامساعد ہے بلکہ اندیشہ ہے کہ اقوام عالم کی طبائع پر وہ فرسودہ سُست رگ اور زندگی کی دشواریوں سے گریز کرنے والی عجمیت غالب نہ آجائے جو جذبات قلب کو افکار دماغ سے متمیز نہیں کر سکتی۔ البتہ امریکہ مغربی تہذیب کے عناصر میں ایک صحیح عنصر معلوم ہوتا ہے اور اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ یہ ملک قدیم روایات کی زنجیروں سے آزاد ہے اور اس کا اجتماعی وجدان نئے اثرات و افکار کو آسانی سے قبول کر سکتا ہے"۔

('پیام مشرق' دیباچہ صفحہ ك، ل۔ ایڈیشن دہم ۱۹۲۳ء۔ غلام علی اینڈ سنز لاہور)

بقول علامہ اقبال زندگیوں کی گہرائیوں میں رونما ہونے والے انقلاب کے متعلق خود ان کی اپنی نظر انتخاب امریکہ پر پڑی تھی۔ آج ہر شخص واقف و آگاہ ہے کہ ان کی یہ امید بر نہ آسکی اور ان کی یہ توقع سراسر بے وقعت ثابت ہوئے بغیر نہ رہی۔ "قدیم روایتوں کی زنجیروں" سے آزاد یہ ملک جنگ عظیم دوم کے بعد سدھرنے کی بجائے خود مادر پدر آزاد ہوتا چلا گیا اور آج اس نے دنیا کے پولیس مین کا روپ دھار کر دنیا کے غریب ملکوں اور بالخصوص اسلامی دنیا کو تگنی کا ناچ نچوا رکھا ہے اور یہ پوری دنیا کے لئے بلائے جان بنا ہوا ہے۔ اس نے چھوٹے تو چھوٹے بعض بڑے اور بظاہر متمول ملکوں کو بھی اقتصادی غلامی کے شکنجوں میں ایسا جکڑا ہے کہ وہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن کی دلدل میں دھنستے چلے جارہے ہیں۔

علامہ اقبال یہ بھی چاہتے تھے کہ مغربی تہذیب وتمدن کے خاکستر سے جب زندگی کی گہرائیوں میں ایک نئے آدم کی تخلیق اور اس کے رہنے کے لئے ایک نئی دنیا کی تعمیر از روئے فطرت ظہور میں آئے تو مشرق کے اسلامی ملکوں کو اس سے صحیح رنگ میں فائدہ اٹھانے کے لئے فطرت کے اٹل قانون کے مطابق اس نئی دنیا اور اس میں آباد ہونے والے نئے آدم کو پہلے اپنے اجتماعی ضمیر میں متشکل کرنا چاہئے کیونکہ کوئی نئی دنیا اس کے بغیر وجود اختیار نہیں کر سکتی۔ چنانچہ علامہ نے اسلامی دنیا کو اس طرف متوجہ کرنے کے لئے "پیام مشرق" کے دیباچہ میں اسے مخاطب کرکے یہ بھی تحریر کیا:

"مشرق اور بالخصوص اسلامی مشرق نے صدیوں کی مسلسل نیند کے بعد آنکھ کھولی ہے مگر اقوام مشرق کو یہ محسوس کر لینا چاہئے کہ زندگی اپنے حوالی میں کسی قسم کا انقلاب پیدا نہیں کر سکتی جب تک کہ پہلے اس کی اندرونی گہرائیوں میں انقلاب نہ ہو اور کوئی نئی دنیا خارجی وجود اختیار نہیں کر سکتی جب تک کہ اس کا وجود پہلے انسانوں کے ضمیر میں متشکل نہ ہو۔ فطرت کا یہ اٹل قانون جس کو قرآن نے ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ کے سادہ اور بلیغ الفاظ میں بیان کیا ہے زندگی کے فردی اور اجتماعی دونوں پہلوؤں پر حاوی ہے اور مَیں نے اپنی فارسی تصانیف میں اسی صداقت کو مد نظر رکھنے کی کوشش کی ہے"۔

(پیام مشرق۔ دیباچہ صفحہ م۔ ایڈیشن دہم ۱۹۲۳ء غلام علی اینڈ سنز لاہور)

مٹنے والی تہذیب کے خاکستر سے نئے آدم کی تخلیق اور نئی دنیا کی تعمیر فلسفیوں کے اپنے وضع کردہ ضابطوں اور ان کی رو سے لگائے جانے والے اندازوں کے مطابق ظہور میں نہیں آیا کرتی۔ نئے آدم کی تخلیق اور نئی دنیا کی تعمیر کا فیصلہ خداتعالیٰ ضرورت زمانہ کے مطابق خود کرتا ہے۔ اور اس فیصلہ کو وہ خود عملی جامہ پہناتا ہے۔ نئے آدم کو مامور زمانہ کی شکل میں وہ خود مبعوث کرتا اور اس کے ذریعہ نئی دنیا کی تعمیر کو منصۂ شہود پر لاتا ہے۔ وہ نیا آدم لوگوں کے نفوس میں پاک تبدیلی پیدا کر کے ایک انقلاب برپا کر دکھاتا ہے۔ اس زمانہ میں خداتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے بموجب آنحضورؐ ہی کے ایک فرزند جلیل کو مبعوث فرما کر ایک نئے انقلاب کی طرح ڈالی۔ وہ انقلاب کس طرح رفتہ رفتہ دنیا پر محیط ہوتا جارہا ہے یہ ایک الگ مضمون ہے۔ فی الوقت ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ علامہ اقبال نے جس نئے آدم کی تخلیق اور جس نئی دنیا کی تعمیر کی توقع ظاہر کی تھی وہ نہ مغرب میں پوری ہوئی اور نہ مشرق میں۔ مغرب میں تو اولاد آدم نے سرے سے خدا کی ہستی کا انکار کر کے دہریت کو اپنے آپ پر مسلط کر لیا اور وہاں یکسر الٹی گنگا بہنے لگی۔

علامہ اقبال کی فکری نہج کا عملی پہلو

چونکہ علامہ اقبال کی زندگی کا اکثر حصہ مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں گزرا تھا اور یہ نقطۂ خیال ان کی طبیعت ثانیہ بن گیا تھا اور اسی نقطۂ خیال کے مطابق وہ حقائق اسلام کا مطالعہ کرنے کے عادی بن گئے تھے اس لئے نئے آدم کی تخلیق کے بارہ میں ان کا نظریہ مغربی فلسفہ کے نقطۂ نظر سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم اُن کے فارسی اور اُردو کلام کا مطالعہ کرتے ہیں تو اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ اُن کے ذہن میں جس آدم کا سراپا ابھرا وہ اللہ تعالیٰ کے پیدا کردہ قدیم آدم سے یکسر مختلف ہے۔ پہلے آدم نے اگرچہ ایک غلطی کا ارتکاب کیا لیکن جلد ہی اسے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور فوراً ہی توبہ واستغفار میں مشغول ہو کر اس نے اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کی اور طلب مغفرت کے لئے رو رو کر دعا مانگی جیسا کہ قرآن مجید میں مذکور آدم اور حوا کی دعا ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَکُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ﴾(اعراف: ۲۴) سے ثابت ہے لیکن برخلاف اس کے علامہ کے ذہن کی گہرائیوں میں جو نیا آدم اور نیا عالم تشکیل پا کر حوالی میں نمودار ہو رہا تھا وہ پہلے آدم اور اس کی دنیا سے یکسر مختلف تھا۔ جب خدا علامہ کے ذہن میں ابھرنے والے اس نئے آدم سے اس کی کارستانیوں کے بارہ میں بازپرس کرتا ہے تو وہ شرمسار ہونے کی بجائے اُس سے جھگڑتا ہے، اپنے کارناموں کو فخر سے اُس کے سامنے پیش کرتا ہے حتی کہ بعض جگہ تو شکووں اور طعنہ زنی کی بھرمار کر دیتا ہے اور ہمسر ہونے کا اشارۃً ذکر کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا۔ ہم علامہ کے کلام سے اس کی مثالیں پیش کرنے کا آغاز ان کی ایک فارسی نظم سے ہی کرتے

ہیں جو "پیام مشرق" میں "محاورہ مابین خدا و انسان" کے زیر عنوان درج ہے۔

خدا آدم سے کہتا ہے:

جہاں را زِ یک آب و گِل آفریدم
تو ایران و تاتار و زنگ آفریدی
من از خاک پولادِ ناب آفریدم
تو شمشیر و تیر و تفنگ آفریدی
تبر آفریدی نہالِ چمن را
قفس ساختی طائرِ نغمہ زن را

خدا کے حضور انسان خاموشی اختیار نہیں کرتا بلکہ فوراً ترکی بہ ترکی جواب دیتا ہے:۔

تو شب آفریدی چراغ آفریدم
سفال آفریدی ایاغ آفریدم
بیابان و کہسار و راغ آفریدی
خیابان و گلزار و باغ آفریدم
من آنم کہ از سنگ آئینہ سازم
من آنم کہ از زہر نوشینہ سازم

(پیام مشرق صفحہ ۱۳۲۔ ایڈیشن دہم۔ ۱۹۶۳ء غلام علی اینڈ سنز لاہور)

خدا سے شکوہ کا سراسر نامناسب انداز

علامہ کے کلام سے یہ بات دو اور دو چار کی طرح عیاں ہے کہ انہیں یہ بات بہت کھلتی تھی کہ اس زمانہ میں مسلمان (اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے ہی سہی) صاحب ایمان ہونے کے باوجود دنیا میں ہر جگہ مغلوب ہیں اور بظاہر آزاد ہونے کے باوجود غلامی کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے ہیں جبکہ مغربی اقوام کافر ہونے اور کفر کی باطنی غلاظتوں میں ملوث ہونے کے باوجود اپنے علمی تفوق کی وجہ سے دنیا میں چھائی ہوئی ہیں اور انہوں نے اسلام اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے نام لیواؤں کو اپنا مطیع و منقاد بنایا ہوا ہے۔ علامہ کی زندگی کی گہرائی میں یہ بات بیٹھی ہوئی تھی کہ مسلمان بداعمالیوں کی طرف مائل ہو کر دنیا میں خوار و زبوں کیوں ہوئے اور غیر اقوام کو راہِ حق سے دور ہونے کے باوجود کیوں غلبہ نصیب ہوا۔ اصلاحِ احوال کی طرف متوجہ ہونے کی بجائے اندر ہی اندر یہ جذبہ ابھر کر انہیں متاثر کر رہا تھا کہ آخر خدائی تقدیر نے یہ کیوں چاہا کہ غیر اقوام غالب آ کر خیر امت کے افراد کو اپنا غلام بنائیں۔ اس ناواجب شکوہ و شکایت کی خلش نے انہیں بے چین کر رکھا تھا۔ وہ مسلمانوں کی بداعمالیوں اور مکافات عمل کے فطری قانون سے زیادہ خدائی تقدیر کو مسلمانوں کی ذلت و خواری اور مسلسل بڑھنے والی زبوں حالی کا ذمہ دار سمجھتے تھے۔ اسی لئے خدا سے شکوہ کرنے کی جسارت نے انہیں گستاخی پر کچھ ایسا ابھارا کہ وہ خدا کو مخاطب کر کے یہاں تک کہہ بیٹھے۔

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں تُو بھی تو ہرجائی ہے

(کلیات اقبال اردو (بانگ درا) صفحہ ۱۶۸)

بہر حال خدا سے شکوہ اور وہ بھی بڑی بے باکی سے گستاخانہ انداز میں مسلمان عوام کو بالعموم اور دیندار طبقوں کو بالخصوص بہت شاق گزرا۔ اس پر اعتراضات کی بھرمار ہوئی تو علامہ کو 'جواب شکوہ' کے زیر عنوان ایک اور بہت زوردار نظم کہہ کر اس کا ازالہ کرنا پڑا۔ وقتی طور پر تو بات آئی گئی ہو گئی لیکن خالق ارض و سماء کی تقدیر کے خلاف جو بات اندر ہی اندر پک رہی تھی وہ "بانگ درا" جیسی بلند پایہ کتاب کے بعد شائع ہونے والی ان کی دوسری کتاب "بال جبریل" میں پھر پھوٹ نکلی۔ "بالِ جبریل" کا آغاز ہی ایسی نظموں سے ہوتا ہے جن میں علامہ نے اپنی دانست میں خدا (جو علام الغیوب ہے) کو اپنی طرف سے یہ باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ اس نے آدم کو جنت سے نکال کر اور ابلیس کو راندۂ درگاہ قرار دے کر نعوذ باللہ نظم جہاں میں بگاڑ کی صورت خود پیدا کی۔ سو گویا (العیاذ باللہ) خطا تو خود سرزد ہوئی اور ملزم ٹھہرا معذور و مجبور انسان۔ "بال جبریل" کی دوسری نظم کا لب و لہجہ جو خدا کو مخاطب کر کے کہی گئی ہے ایک دیندار قاری کو لرزہ براندام کر دیتا ہے۔ نظم میں ایک بندۂ حقیر اپنے خالق و مالک خدائے علیم و خبیر اور حکیم و عزیز سے مخاطب ہو کر طنزیہ انداز میں کہتا ہے:

اگر کج رو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟
مجھے فکر جہاں کیوں ہو، جہاں تیرا ہے یا میرا؟
اگر ہنگامہ ہائے شوق سے ہے لامکاں خالی!
خطا کس کی ہے یارب! لامکاں تیرا ہے یا میرا؟
اسے صبحِ ازل انکار کی جرأت ہوئی کیونکر؟
مجھے معلوم کیا، وہ رازداں تیرا ہے یا میرا؟
محمدؐ بھی ترا، جبریل بھی، قرآن بھی تیرا
مگر یہ حرفِ شیریں ترجماں تیرا ہے یا میرا؟
اسی کوکب کی تابانی سے ہے تیرا جہاں روشن
زوالِ آدمِ خاکی زیاں تیرا ہے یا میرا؟

(کلیات اقبال اردو (بال جبریل) صفحہ ۲۹۸۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز پبلشر)

اس سے اگلی نظم میں علامہ یہ تاثر دیتے ہیں کہ نعوذ باللہ خدا کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا ہے اور وہ آدم کو باغِ بہشت میں واپس بلا کر لامکاں کو ہنگامہ ہائے شوق سے پھر آباد کرنا چاہتا ہے لیکن علامہ اولاد آدم ہونے کے ناطے خدا کو یہ جواب دیتے ہیں:

باغ بہشت سے مجھے اذن سفر دیا تھا کیوں
کارِ جہاں دراز ہے اب مرا انتظار کر
روزِ حساب جب مرا پیش ہو دفتر عمل
آپ بھی شرمسار ہو، مجھ کو بھی شرمسار کر

(کلیات اقبال اردو (بال جبریل) صفحہ ۷/۲۹۹)

علامہ نے شاعرانہ پرواز تخیل کے نتیجہ میں ذات و شان الٰہی کے متعلق سرزد ہونے والی صریح گستاخیوں کو اپنے کلام میں "محبت کی رمزیں" قرار دے کر اپنے لئے دفاع کی صورت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح ان کے معتقدین میں سے جناب فقیر سید وحیدالدین نے اپنی تصنیف "انجمن" میں ان گستاخیوں کو "ناز عبدیت کی جھلک" قرار دے کر ان کے جواز کی راہ نکالنے کی سعیٔ لاحاصل کی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کے انداز میں جھگڑنے کا فعل 'محبت کی رمزوں' اور 'ناز عبدیت' کے زمرہ میں شامل کر کے اسے جائز سمجھنا درست ہوتا تو انبیاء علیہم السلام اور دیگر اہل اللہ کے ہاں بھی محبت کی ایسی رمزیں اور ناز عبدیت کی مثالیں ہمیں ضرور ملتیں۔ ان کے ہاں تو خشیت الٰہی سے گداز دلوں سے نکلنے والی باتوں اور خوف کے پہلو بہ پہلو رجاء کے زیر اثر اللہ تعالیٰ کیساتھ محبت کے اظہار کے سوا اور کچھ نہیں ملتا۔ ذات باری کے تعلق میں "محبت کی رمزیں" اور "ناز عبدیت" کی اصطلاح گستاخیوں اور طعنہ زنی کی آئینہ دار ناروا باتوں پر پردہ ڈالنے کے لئے گھڑی گئی ہیں۔ اس سے زیادہ ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

خدا سے ہمسری کی طرف پیشقدمی کی جسارت

پھر ہم دیکھتے ہیں کہ علامہ اقبال صرف خدا سے شکوے کرنے اور طعنہ زنی سے کام لینے تک ہی محدود نہیں رہتے بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ایک رنگ میں خدا تعالیٰ سے ہمسری کی طرف ان کے قدم بڑھتے نظر آتے ہیں۔ وہ اس جہان اور اگلے جہان دونوں سے بیزاری کا اظہار کرتے اور اپنے لئے ایک نیا جہان بنانے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

ترے آزاد بندوں کی نہ یہ دنیا نہ وہ دنیا
یہاں مرنے کی پابندی وہاں جینے کی پابندی

(کلیات اقبال اردو (بال جبریل) صفحہ ۱۲/۳۰۶)

صاف ظاہر ہے کہ علامہ کی ذات میں سمایا ہوا فلسفی شاعر ایک ایسے جہان کا خواہاں ہے جس میں انسان پر کسی قسم کی کوئی پابندی عائد نہ ہو حتی کہ مرنے جینے کی پابندی سے بھی وہ آزاد ہو۔ وہ اپنی مشیت و رضا اور اعمال و افعال کے لحاظ سے کُلّی طور پر خود مختار ہو۔ کسی کا حکم اس پر نہ چلے اور کوئی اس سے بالا اور بڑھ کر نہ ہو۔ اسی لئے وہ خدا سے جو ﴿لَیْسَ کَمِثْلِہٖ شَیْءٌ﴾ کا مصداق ہے ایک بہت ہی نرالا اور انوکھا شکوہ کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔

تری خدائی سے ہے مرے جنوں کو گلہ
اپنے لئے لامکاں میرے لئے چارسُو

(کلیات اقبال اردو۔ بال جبریل صفحہ ۹۲/۳۸۴)

پھر وہ ایک اور انوکھی بات جو پہلے کبھی کسی مشرقی شاعر نے نہیں کہی یہ کہتے ہیں کہ انسان چارسُو میں مقید ہی نہیں ہے بلکہ فانی بھی ہے۔ ایک فانی انسان ایک ایسی ہستی سے جو لامکاں و جاوداں ہو عشق کر ہی نہیں سکتا، ہاں اگر انسان بھی خدا ہی کی طرح لامکاں و جاوداں بن جائے تو وہ اپنے ہم جنس سے عشق کر سکتا ہے۔ چنانچہ علامہ کہتے ہیں ۔

کیا عشق ایک زندگیٔ مستعار کا!
کیا عشق پایدار سے ناپایدار کا!
وہ عشق جس کی شمع بجھا دے اجل کی پھونک
اس میں مزہ نہیں تپش و انتظار کا
میری بساط کیا ہے؟ تب و تابِ یک نفس
شعلہ سے بے محل ہے الجھنا شرار کا
کر پہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا
پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا
کانٹا وہ دے جس کی کھٹک لازوال ہو
یارب وہ درد جس کی کسک لازوال ہو

(کلیات اقبال (بال جبریل) صفحہ ۹/۳۰۱)

علامہ کا ایک اور شعر بھی جس سے خدا کے ساتھ ہمسری کی خواہش اور ہمسر نہ ہونے پر جھنجھلاہٹ کا اظہار ہوتا ہے قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں۔

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامنِ یزداں چاک

(کلیات اقبال اردو (بال جبریل) صفحہ ۴۲/۲۳۳)

خلاصۂ کلام

فلسفۂ خودی کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی مزعومہ ترقی کی یہ معکوس کیفیت ہے جس میں بندہ اپنی خودی کے بل پر اپنے پروردگار کے سامنے اکڑ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور اُس سے اُس کا مختار کُل اور لامکاں و جاوداں ہونا بھی اپنے لئے طلب کرتا ہے۔ غالباً اس ترقیٔ معکوس کو اصل ترقی ثابت کرنے کی غرض سے ہی جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال نے ان الفاظ کا سہارا لیا جنہیں ہم اس مقالے کے آغاز میں درج کر آئے ہیں اور ان کا خلاصہ یہ ہے کہ:

اقبال انسان کو اس حد تک آگے لے جاتے ہیں کہ وہ خدا کا مشیر و ہمکار اور معاون و مددگار بن جائے اور کائنات کے نظام کو بہتر سے بہتر انداز میں چلانے کے لئے جب بھی خدا کوئی تقدیر بدلنی چاہے تو وہ اسے انسان کی مرضی کے مطابق بدلے گا۔

ظاہر ہے علامہ کے فلسفہ کے لب لباب اور اس بارہ میں جناب جسٹس (ر) جاوید اقبال کے نقطۂ نظر کا اسلامی تعلیمات اور ان کی حکمت سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ فلسفہ تو حقیقی ایمان اور خدا کی وراء الوراء ہستی کے حقیقی عرفان سے متصادم واقع ہوا ہے۔ ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ مسلمانان عالم کا انتہائی درد رکھنے کے باوجود یہ سب شاخسانہ ہے مغرب کے دہریت زدہ فلسفیوں سے متاثر ہونے کا۔ اسی لئے بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مغربی فلسفہ کو ہلاکت کی راہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا:

"یاد رکھو یورپی فلسفہ ضلالت سے بھرا ہوا ہے۔ یہ انسان کو ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے"۔ (ملفوظات جلد دوم صفحہ ۱۹۴)

آپ نے اس کے بالمقابل انسان کی فلاح مسلمانوں کی ترقی اور اسلام کی سربلندی کے لئے خدا کی ذات و صفات پر حقیقی ایمان سے مزین ہو کر تعلق باللہ میں ترقی کرنے پر زور دیا تاکہ صفائی قلب کے نتیجہ میں اسلام کا غلبہ پہلے انفرادی اور اجتماعی طور پر مسلمانوں کے ضمیر میں متشکل ہو کر عملاً دنیا میں بھی ظہور پذیر ہو۔ چنانچہ آپؑ نے فرمایا:

"ایمان ہی کی قوت سے کرامات ظاہر ہوتی ہیں اور خوارق ظہور میں آتی ہیں اور انہونی باتیں ہو جاتی ہیں۔ پس ایمان ہی سے پتہ لگتا ہے کہ خدا ہے۔ خدا فلسفیوں سے پوشیدہ رہا اور حکیموں کو اس کا کچھ پتہ نہ لگا۔ مگر ایمان ایک عاجز دلق پوش کو خدا تعالیٰ سے ملا دیتا ہے اور اس سے باتیں کرا دیتا ہے۔ مومن اور محبوب حقیقی میں قوت ایمانی دلالہ ہے۔ یہ قوت

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

رحیمیت خدا تعالیٰ کی طرف سے ان لوگوں کے لئے ہے جو ہر وقت نیک کاموں کے لئے تیار رہتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے شدید دشمنوں سے بھی نفرت نہیں کرتے تھے بلکہ آپؐ کو ان پر رحم آتا تھا

ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کی طرف نہیں جارہا تو وہ مومن نہیں ہے

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیرالمومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۹؍جون ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۹؍احسان ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله–

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم– بسم الله الرحمٰن الرحيم –

الحمدلله رب العٰلمين – الرحمٰن الرحيم – مٰلك يوم الدين – إياك نعبد و إياك نستعين –

اهدنا الصراط المستقيم – صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين–

﴿وَلِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ. وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا﴾(الفتح:۱۵) اور آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اللہ ہی کی ہے وہ جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہاں یہ جو ہے "جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے"، اس میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے کہ جسے چاہتا ہے سے مراد یہ نہیں ہے کہ arbitrary فیصلہ کرتا ہے، بغیر کسی مقصد کے جس کو چاہے جہنم میں ڈال دے جس کو چاہے جنت میں ڈال دے بلکہ چاہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس لائق ہے کہ اس کو بخشا جائے اور اللہ بہتر جانتا ہے کہ کون اس لائق ہے کہ اس کے ساتھ عذاب کا سلوک کیا جائے۔

پس یہ آیت کریمہ جو سورۃ الفتح کی ہے اس کی تفسیر میں اب مَیں حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں۔ "جسے چاہتا ہے بخش دیتا ہے جسے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے عذاب دیتا ہے اس کی تفسیر میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ۔ ایک صحیح واقعہ سناتا ہوں۔ یہاں ایک شخص آیا، کشمیر میں ملازم تھا۔ حضرت صاحب سے بیعت کی۔ بیعت کے بعد کہنے لگا کہ اب مَیں گناہ کروں تو پھر اللہ کی مرضی ہے جو چاہے مجھے سزا دے۔ اب یہ اس نے بڑی جرأت کی اللہ تعالیٰ پر، اب اگر مَیں کوئی گناہ کروں تو پھر اللہ کی مرضی ہے جو چاہے مجھے سزا دے۔ وہ تو کہہ کر چلا گیا مگر میرا دل کانپ اٹھا، آخر ایک معمولی حیلہ سے اس کے پاس تین ہزار روپے جمع ہو گئے۔ پھر ایک شخص کی گواہی دیتے ہوئے کہنے لگا کہ رشوت لیتا ہے، مَیں خود اپنی معرفت اس کو دلاتا رہا ہوں۔ جس پر ایک مقدمہ قائم ہو گیا۔ یہاں اس نے بڑے عجز والحاح سے دعا کے لئے لکھا۔ حضرت صاحب نے فرمایا دعا کے لئے دل توجہ نہیں کرتا، ابتلاء معلوم ہوتا ہے یہاں تک کہ وہ تین ہزار بھی مقدمہ ہی میں خرچ ہو گیا اور اخیر قید کا حکم ہوا۔ اس وقت کہنے لگا کہ معلوم ہوتا ہے خدا ہی کوئی نہیں، نہ کوئی دعا ہے نہ فقیر۔ نماز بھی چھوڑ دی، دہریہ ہو گیا۔ اس وقت اسے رات کو خواب آیا کہ تُو تو کہتا تھا کہ اب کوئی گناہ کروں تو خدا جو چاہے سزا دے دے مگر اب ایک معمولی سزا ہی سے خدا ہی سے منکر ہو بیٹھا ہے۔ اسی وقت اٹھا اور بہت استغفار کی، کلمہ شہادت پڑھا، نماز پڑھی اور اللہ کی طرف متوجہ ہوا۔ کسی نے مشورہ دیا کہ نظر ثانی کراؤ کہنے لگا نہیں اب تو خدا پر ہی چھوڑ دیا ہے۔ اس کے رشتہ دار نے نظر ثانی کرائی، مدعی اتنے میں مر گیا، عدالت نے فیصلہ دیا۔ چند امور تنقیح طلب باقی ہیں، مدعی مر چکا ہے اس لئے اسے رہا کر دیا جائے۔ دیکھا وہ شدید العقاب بھی ہے مگر اگر کوئی سچے دل سے توبہ کرنے تو غفور رحیم بھی۔ (ضمیمہ اخبار بدر قادیان ۱۹؍اگست ۱۹۰۹ء)

اب دوسری آیت ہے سورۃ الحجرات سے لی گئی ہے ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ. اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ. فَلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ. وَاتَّقُوا اللّٰهَ. اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ﴾ (سورۃ الحجرات آیت ۱۳) اس کا ترجمہ یہ ہے: اے لوگو جو ایمان لائے ہو! بکثرت ظن سے اجتناب کیا کرو۔ یقیناً بعض ظن گناہ ہوتے ہیں۔ اور تجسس نہ کیا کرو۔ اور تم میں سے کوئی کسی دوسرے کی غیبت نہ کرے۔ کیا تم میں سے کوئی یہ پسند کرتا ہے کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھائے؟ پس تم اس سے سخت کراہت کرتے ہو۔ اور اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ یقیناً اللہ بہت توبہ قبول کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس ضمن میں فرماتے ہیں:

"﴿اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ﴾ بدظنی ایک ایسا مرض ہے اور ایسی بری بلا ہے جو انسان کو اندھا کر کے ہلاکت کے تاریک کنوئیں میں گرا دیتی ہے۔ بدظنی ہی ہے جس نے ایک مردہ انسان کی پرستش کرائی۔ بدظنی ہی تو ہے جو لوگوں کو خدائے تعالیٰ کی صفات خلق، رحم، رازقیت وغیرہ سے معطل کر کے نعوذ باللہ ایک فرد معطّل اور شئی بے کار بنا دیتی ہے۔ الغرض اسی بدظنی کے باعث جہنم کا ایک بہت بڑا حصہ، اگر کہوں کہ سارا حصہ بھر جائے گا تو مبالغہ نہیں۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے ماموروں سے بدظنی کرتے ہیں وہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں اور اس کے فضل کو حقارت سے دیکھتے ہیں"۔

مزید فرمایا:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے غیبت کا حال پوچھا گیا تو فرمایا کسی کی سچی بات کا اس کی عدم موجودگی میں اس طرح بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہے تو اسے بُرا لگے، غیبت ہے"۔ اب بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر کوئی برائی سچی ہے تو وہ اس کی پیٹھ کے پیچھے بیان کرنا غیبت نہیں بلکہ سچی بات کہنا ہے، یہ درست نہیں ہے۔ غیبت کا بہت چسکا ہوتا ہے لوگوں میں، خصوصاً خواتین میں اور جتنا مرضی سمجھاتے رہو غیبت کا وہ مزا جو ان کو آتا ہے اس کا کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ اس لئے کسی نہ کسی وجہ سے غیبت کرتی ہیں۔ اگر وہ بات سچی ہو اور کوئی ان کو ٹوکے تو کہیں گی بالکل سچی بات ہے ہم نے کوئی جھوٹ بات نہیں بنائی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو یہ بات ناپسند تھی۔ عدم موجودگی میں اس طرح سے بیان کرنا کہ اگر وہ موجود ہو تو اس کو بُرا لگے۔ یعنی اگر وہ موجود ہو تو کبھی بھی وہ بات نہیں کہیں اس کا مطلب ہے غیبت کر رہے ہیں۔ اور اگر وہ بات اس میں نہیں ہے وہ بیان کرتا ہے تو اس کا نام بہتان ہے، غیبت نہیں۔ "خدا فرماتا ہے ﴿وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا. اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا﴾ اس میں غیبت کرنے کو ایک بھائی کا گوشت کھانے سے تعبیر کیا گیا ہے"۔ اب ایک مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ تو مردہ بھائی کو کیا پتہ کہ کون کیا کھا رہا ہے۔ یہی حال اپنے بھائی کی غیبت کرنے کا ہے۔ "اور اس آیت سے یہ بات بھی ثابت ہے کہ جو آسمانی سلسلہ بنتا ہے ان میں غیبت کرنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں"۔

اب یہ بھی بہت غور طلب مسئلہ ہے۔ اس سلسلۂ الٰہیہ میں بھی بہت غیبت کرنے والے ہیں اور کثرت سے کرتے ہیں اور میرے پاس بھی غیبت کرتے ہیں جو نہایت ہی نامناسب بات ہے۔ اسی لئے مَیں اصرار کرتا ہوں کہ جب بھی کسی کی کوئی برائی کی طرف توجہ دلانی ہو تو سب سے پہلا تو فرض یہ ہے کہ اس کے لئے دعا بھی کرو اور خود اس کو علیحدگی میں برائی کی طرف توجہ دلاؤ۔ بھائیوں میں بیٹھ کر اس کی برائی کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے اور مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف ہے۔ لیکن اس جماعت میں بھی ایسے لوگ ہیں جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں اُس زمانہ میں بھی تھے اس سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی تھے اور اب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا زمانہ ہے اس میں بھی یہ لوگ بکثرت پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ چسکا ایسا ہے کہ ایک دفعہ منہ کو لگ جائے تو اس کو منہ سے چھڑانا بڑا مشکل کام ہے۔ "اگر مومنوں کو ایسا ہی مُطَهَّر ہونا تھا اور ان سے کوئی بدی سرزد نہ ہوتی تو پھر اس آیت کی کیا ضرورت تھی"۔ (البدر جلد سوم نمبر ۲۶ ۸؍جولائی ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۴)۔ اس سے

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے استنباط فرمایا ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں بھی ایسے لوگ تھے اگر ایسا نہ ہوتا تو اس آیت کی ضرورت ہی کوئی نہیں تھی۔

اب سورۃ الطّور کی ۲۷ تا ۲۹ آیات آپ کے سامنے پیش ہیں۔ ﴿قَالُوْآ اِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِیْٓ اَهْلِنَا مُشْفِقِیْنَ فَمَنَّ اللّٰهُ عَلَیْنَا وَ وَقٰنَا عَذَابَ السَّمُوْمِ. اِنَّا كُنَّا مِنْ قَبْلُ نَدْعُوْهُ اِنَّهٗ هُوَالْبَرُّ الرَّحِیْمُ﴾ ترجمہ: وہ کہیں گے یقیناً ہم تو اس سے پہلے اپنے اہل و عیال میں بہت ڈرے ڈرے رہتے تھے۔ پس اللہ نے ہم پر احسان کیا اور ہمیں جھلسا دینے والی لپٹوں کے عذاب سے بچایا۔ یقیناً ہم پہلے بھی اسی کو پکارا کرتے تھے۔ بے شک وہی بہت نیک سلوک کرنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

یہاں بَرّ سے مراد ہے بہت زیادہ نیک سلوک کرنے والا اَلْبَرُّ الرَّحِیْمُ اور رَحِیْم سے مراد ہے بار بار رحمت کا سلوک کرنے والا۔

اس آیت کی تشریح میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”رحیمیت خدائے کریم کی طرف سے ان لوگوں کے لئے ہے جو نیک کام کرتے ہیں، ہر وقت نیک کاموں کے لئے تیار رہتے ہیں اور کوئی کوتاہی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے ہیں، کبھی غافل نہیں ہوتے، آنکھوں سے کام لیتے ہیں اندھے نہیں بنتے، کوچ کے دن کے لئے تیار رہتے ہیں اور ربِّ جلیل کی ناراضگی سے بچتے ہیں، اپنے رب کے لئے سجدہ اور قیام میں راتیں گزارتے ہیں دن کو روزہ رکھتے ہیں، اپنی موت، اپنے مالک حقیقی کی طرف واپس لوٹنے کو نہیں بھولتے، کسی کی موت کی خبر سن کر عبرت حاصل کرتے ہیں، کسی دوست کے گم ہو جانے پر کانپ اٹھتے ہیں، دوستوں کی موت سے اپنی موتوں کو یاد کرتے ہیں، اپنے ہم عمر ساتھیوں پر مٹی ڈالنا انہیں خوف دلاتا ہے۔ پس وہ ان کے غم سے جلتے ہیں اور خود ہوشیار ہو جاتے ہیں، دوستوں کی مفارقت انہیں اپنی موت (کا نظارہ) دکھا دیتی ہے۔ پس وہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتے ہیں اور نیکوکار بن جاتے ہیں“۔

اب یہ جو معیار ہے حضرت اقدس مسیح معود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس کو ہم اگر اپنے اوپر پرکھیں تو ہم میں سے کوئی بھی معلوم ہوتا ہے مومن ہے ہی نہیں۔ ہم سب بھول جاتے ہیں اس بات کو کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت میں سے اگر ہیں تو ان کڑی شرطوں کی پیروی کریں۔ لیکن مَیں پہلے بھی بارہا توجہ دلا چکا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جو شرطیں بیان کرتے ہیں وہ بہت ہی کڑی ہیں اور بہت اعلیٰ درجہ کے مومن کی شرطیں ہیں۔ صرف مراد یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی جماعت کو اس بلند پیمانہ سے پرکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اگر کمزور ہیں اور جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود تسلیم فرماتے ہیں کمزور پہلے بھی تھے اور اب بھی ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ کمزور ڈر کر اس راہ سلوک سے ہی قدم روک لیں اور کوشش ہی ترک کر دیں۔ پس فرض ہے کہ اپنی کوشش جاری رکھیں اور جہاں تک ممکن ہو اپنے گناہوں سے توبہ بھی کرتے رہیں اور اللہ تعالیٰ سے رحمت چاہتے رہیں۔

”رحیمیت کی صفت اللہ تعالیٰ کی کتاب اور اس کی تعلیم اور تفہیم کی توام ہے“۔ یعنی رحیمیت اور اللہ تعالیٰ کی کتاب گویا دونوں جڑواں بچے ہیں۔ اگر رحیمیت نہ ہوتی تو یہ کتاب بھی نازل نہ ہوتی جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی۔ ”اس سے قبل“ ”کتاب کے نزول سے قبل“ ”کسی پر گرفت نہیں ہوتی“ جب تک بات کھول نہ دی جائے اس وقت تک کوئی شخص پکڑا نہیں جاتا۔ ”اور نہ کسی پر اللہ تعالیٰ کا شدید غضب نازل ہوتا ہے جب تک یہ رحیمیت ظاہر نہ ہو۔ کسی بدکار انسان سے اس کی بدکاری کے متعلق مؤاخذہ اس کے بعد ہی ہوگا“۔ (کرامات الصادقین۔ روحانی خزائن جلد ۷ صفحہ ۱۱۳۔۱۱۴)

اب یہاں ایک الجھن پیدا ہو جاتی ہے کہ اگر کتاب کے نزول اور رحیمیت کے بعد مؤاخذہ ہوتا ہے تو کیا بہتر نہ ہوتا کہ نازل ہی نہ ہوتی اور کسی کا مؤاخذہ نہ ہوتا۔ یہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہے۔ اگر کسی کا مؤاخذہ نہ ہوتا تو پھر دنیا جو اب گناہوں سے بھری ہوئی ہے اس سے بہت زیادہ گناہوں سے بھر جاتی۔ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے کہ کیا حال ہوتا۔ اب دیکھ لو حکومت کے مؤاخذہ سے بھی کتنے لوگوں کی جان نکلتی ہے اور اس ادنیٰ دنیا کے مؤاخذہ سے ہی گھبرا کر وہ کوشش کرتے رہتے ہیں کہ کم سے کم پکڑے نہ جائیں اور چھپ کر گناہ کریں۔ لیکن اکثر پکڑے بھی جاتے ہیں ان کو دیکھ کر بھی عبرت حاصل نہیں کرتے۔ اگر یہ مؤاخذہ نہ ہو تو دنیا فسق و فجور سے اس قدر بھر جائے کہ لازماً یہ دنیا کلیۃً خدا کے غضب سے تباہ کر دی جائے مگر وہ مغفرت فرماتا ہے اور بار بار رحم کرتا ہے اور بار بار موقع دیتا ہے کہ ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے رہیں اور فسق و فجور سے استغفار کر کے اللہ تعالیٰ سے مغفرت چاہیں اور اس کی رحیمیت کے متقاضی رہیں۔

اب ایک اور آیت جس کے متعلق مفسرین نے بہت کچھ لکھا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں یہ واضح نہیں فرمایا کہ وہ کیا بات تھی اور کن بیویوں کا ذکر ہو رہا ہے۔ وہ آیت ہے ﴿یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ لِمَ تُحَرِّمُ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكَ﴾ اے نبی تو اس بات کو کیوں حرام کرتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال کر دی ہے ﴿تَبْتَغِیْ مَرْضَاتَ اَزْوَاجِكَ﴾ صرف اس لئے کہ اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرے ﴿وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ﴾ اور اللہ تعالیٰ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

﴿قَدْ فَرَضَ اللّٰهُ لَكُمْ تَحِلَّةَ اَیْمَانِكُمْ﴾ اس قسم کی قسمیں تم نے کھا رکھی ہیں ہم یہ نہیں کھائیں گے اور وہ نہیں کھائیں گے اور وہ چیزیں جو اللہ نے حلال کی ہیں ان کو اپنے اوپر حرام کرنے کی قسم کھالی ہو تو یہ قسم ناجائز ہے اور اس کا توڑنا ضروری ہے۔ ﴿وَاللّٰهُ مَوْلٰكُمْ﴾ اللہ تمہارا والی ہے ﴿وَهُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ﴾ اور وہ بہت جاننے والا اور بہت حکمت والا اور دائمی حکمت والا ہے۔ (التحریم: ۲۔۳)

اس ضمن میں حضرت امام بخاریؒ نے اپنی کتاب صحیح بخاری کی کتاب التفسیر میں اس آیت کریمہ کے تحت یہ حدیث بیان فرمائی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان کرتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ زینب بنت جحش کے گھر شہد نوش فرمایا کرتے تھے۔ پھر مَیں نے اور حفصہ نے مشورہ کیا کہ آنحضور ﷺ ہم میں سے جس کے گھر بھی جائیں تو وہ آپؐ سے کہے کہ آپ نے مَغَافِیر کھایا ہے۔ مَغَافِیر ایک خاص قسم کے درخت سے نکلنے والا لیس دار مادہ ہے جس میں سے ہلکی بو آتی ہے۔ پس آپؐ کے منہ سے مَغَافِیر کی سی بُو آرہی ہے اس کی بو کچھ نہ کچھ شہد سے ملتی ہے۔ پس انہوں نے بہانہ بنایا اس حدیث کے مطابق۔ آپؐ نے فرمایا نہیں۔ ہاں زینب بنت جحش کے ہاں شہد پیا کرتا ہوں لیکن آج کے بعد مَیں نے قسم کھالی ہے کہ دوبارہ شہد نہیں پیؤں گا لیکن تم اس بارہ میں کسی کو ہرگز نہ بتانا۔

اب بات یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو ہر قسم کی بدبو سے نفرت تھی اور ہر قسم کی خوشبو پسند تھی۔ اسی بنا پر آپ نے یہ فرمایا کہ مَیں نے قسم کھالی ہے کہ آئندہ سے مَیں وہ شہد بھی نہیں پیؤں گا جس میں سے بدبو آتی ہو۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اور رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ بیویوں کی مرضی کی خاطر تم وہ چیزیں اپنے اوپر حرام کرو گے جو اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دی ہیں اور حلال بھی وہ جو طیبات میں سے ہیں، حلال بھی وہ جن کا ذکر قرآن کریم میں ملتا ہے۔ اور جس پر شہد کی مکھی ایک قطرہ بنانے کے لئے کتنی دفعہ پھولوں کے چکر لگاتی ہے۔ یہ تفصیل تو نہیں لیکن مضمون یہی ہے کہ یہ کیسے ممکن ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ شفا قرار دے تم اس کو اپنے اوپر حرام قرار دے دو۔ پس یہ قسم ایسی ہے جس کو توڑنا لازم ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اس کے بعد قسم سے توبہ کرلی اور یہ قسم ایسی نہیں ہے جس میں کسی دوسرے کا حق ادا کرنا ہو۔ وہ قسمیں جس میں انسان کسی کو کہتا ہے مَیں تمہارا یہ حق ادا کروں گا یہ اور بات ہے مگر ایسی قسم جس میں کسی کا حق ہی نہ ہو اور خواہ مخواہ اپنے اوپر جبر کیا جائے یہ جائز نہیں ہے اس لئے ایسی قسموں کو توڑ دینا چاہئے۔

سورۃ التوبہ آیت نمبر ۲۸ ہے ﴿لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ یقیناً تمہارے پاس تمہی میں سے ایک رسول آیا اس پہ بہت سخت شاق گزرتا ہے جو تم تکلیف اٹھاتے ہو (اور) وہ تم پر (بھلائی چاہتے ہوئے) حریص (رہتا) ہے۔ مومنوں کے لئے بے حد مہربان (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے لئے لفظ حریص ایک بہت ہی اعلیٰ درجہ کی صفت کے طور پر بیان ہوا ہے۔ ویسے تو حریص ایک ایسا لفظ ہے جس کے متعلق ہم پنجابی میں لوگ کہتے ہیں ”شودھا“ اور بہت حرص کرنے والا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعریف میں بسا اوقات قرآن کریم ایسے الفاظ استعمال کرتا ہے جو بظاہر دنیا کی نظر میں ناپسندیدہ ہوں لیکن اس سے بڑھ کر تعریف ممکن نہ ہو اسی لئے آپ کو ظَلُوم بھی فرمایا بہت ظلم کرنے والا، لیکن دوسروں پر نہیں اپنے نفس پر ظلم کرنے والا، جَهُوْل بھی فرمایا یعنی عواقب سے بے خبر، حالانکہ لوگ دوسروں پر ظلم کر کے اس کے عواقب سے بے خبر ہوتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی شان یہ تھی کہ اپنے نفس پر ظلم کر کے لوگوں کی خاطر پھر عواقب سے بے خبر ہو جاتے تھے کہ اس

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

LONDON MONEY EXCHANGE

پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں

رابطہ: مبشر احمد صدیقی

270 Ilford Lane, Ilford, Essex 1G1 2SD
Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

کے نتیجہ میں نفس پہ جو گزرے سو گزرے۔ پس یہاں بھی حریص کا لفظ انہی معنوں میں استعمال ہوا ہے جو غیر معمولی تعریف کے لئے استعمال ہوا ہے یعنی مومنوں کے اوپر اتنا رحم، اتنی شفقت تھی کہ حرص رہتی تھی کہ مومن کوئی دکھ نہ اٹھائیں۔ ﴿بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ وہ مومنوں پر بہت رأفت کرنے والا اور بار بار رحم فرمانے والا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”جیسا کہ خدا تعالیٰ قادر ہے، حکیم بھی ہے اور اس کی حکمت اور مصلحت چاہتی ہے کہ اپنے نبیوں اور ماموروں کو ایسی اعلیٰ قوم اور خاندان اور ذاتی نیک چال چلن کے ساتھ بھیجے تا کہ کوئی دل ان کی اطاعت سے کراہت نہ کرے۔ یہی وجہ ہے کہ جو تمام نبی علیہم السلام اعلیٰ قوم اور خاندان میں سے آتے رہے ہیں۔ (تریاق القلوب صفحہ ۶۷)

اب یہ بھی بڑی حکمت کی بات ہے جو سمجھنی چاہئے کہ ذاتیں تو کوئی چیز نہیں ہیں اللہ تعالیٰ نے سب بندوں کو ایک ہی جان سے پیدا کیا ہے مگر اگر انبیاء کو ایسی ذاتوں میں سے پیدا کیا جاتا جو دنیا کی نظر میں ذلیل اور گھٹیا ہیں تو ان کے لئے ایک بہانہ ہاتھ آ جاتا کہ یہ تو ہمارا کمی کاری ہے، یہ اٹھ کر نبوت کر رہا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس لغو اعتراض کا کسی کو موقع ہی نہیں دیا۔ انبیاء کو ہمیشہ اعلیٰ ذاتوں میں سے چنتا ہے ہاں اس کے ماننے والے بظاہر چھوٹے اور غریب لوگ ہوتے ہیں۔

پس جب بھی دیکھو دشمن نے یہ اعتراض تو کیا ہے کہ تجھے ماننے والے تیرے گرد اکٹھے ہونے والے وہ لوگ ہیں جن کو ہم حقیر اور معمولی جانتے ہیں کبھی یہ اعتراض نہیں کیا کہ تو حقیر اور معمولی تھا۔ یہاں تک بھی دشمن کہتے ہیں تُو تو مَرْجُوّ تھا، تُو تو ایسی بلند شان اور ایسے اعلیٰ اخلاق اور ایسی اعلیٰ قوم سے تعلق رکھتا تھا کہ ہم امیدیں لگائے بیٹھے تھے کہ تجھ سے کوئی بہت عالیشان کام سرزد ہو گا۔ تو دیکھو ساتھیوں کو غریب اور معمولی سمجھتے ہیں اور انبیاء کو اپنی ذات میں اعلیٰ درجہ کا۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو اور دوسرے نبیوں کو تمام لوگوں سے برتر اور بالا ذاتوں اور رشتوں سے منسلک کر دیا گیا جس کے نتیجہ میں دشمنوں کے پاس کوئی بہانہ انکار کا نہ رہا۔ ساتھیوں پر جو اعتراض تھا اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں ان لوگوں کو نیچے درجہ کا نہیں سمجھتا جو تم سمجھ رہے ہو مَیں تو ان کی بہت عزت و احترام کرتا ہوں کیونکہ میرے نزدیک جو اللہ سے تعلق باندھے وہی اونچا ہے جو اللہ سے تعلق کاٹ لے وہی نیچا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت کی تفسیر میں مزید فرماتے ہیں جو نور القرآن نمبر ۲ صفحہ ۳۹ میں درج ہے:

”تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو“۔ اب یہ بھی بار بار پہلے بیان کیا جاتا ہے۔ فسق و فجور اور کفر سے نفرت ہے، فاسقوں اور فاجروں پر شفقت ہے۔ یہ بہت گہرا مسئلہ ہے اس کو اچھی طرح ہمیں سمجھنا چاہئے اور ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کوئی فاسق اور فاجر اگر بد ہو تو اس سے نفرت جائز نہیں ہے ہاں اس کے فسق و فجور سے نفرت بے شک کرو۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ایک موقع پر یہاں تک لکھتے ہیں کہ اگر کوئی ہمارا دوست شراب کے نشہ میں دھت کسی گندی نالی میں جا پڑا ہو اور لوگ اس پر تمسخر کر رہے ہوں اور مذاق اڑا رہے ہوں۔ اگر مجھے معلوم ہو تو مَیں خود وہاں جاؤں، اس کو گند سے نکالوں اور سہارا دے کر اس کو صاف جگہ پر پہنچاؤں اور اس کی صفائی کروں۔ یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی رحمت کا ایک نمونہ ہے جو آپ کے ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے یعنی خلاصہ یہ ہے کہ بدی سے نفرت لیکن بدوں سے پیار۔ بدوں سے رحمت اور شفقت کا سلوک اور ہر بدی سے نفرت، یہ بہت ہی اعلیٰ درجہ کی تعلیم ہے جس کی کوئی مثال کسی دوسرے مذہب میں نظر نہیں آئے گی۔

فرماتے ہیں:

”تعلیم قرآنی ہمیں یہی سبق دیتی ہے کہ نیکوں اور ابرار اخیار سے محبت کرو اور فاسقوں اور کافروں پر شفقت کرو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ﴿عَزِيْزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ﴾ یعنی اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو دیکھ نہیں سکتا“۔ یہاں صرف مومنوں کے متعلق نہیں فرمایا بلکہ کافروں پر بھی رسول اللہ ﷺ کو رنج ہوتا تھا۔ یہ مزید نکتہ ہے اس مسئلہ کا جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریر سے ہم پر ظاہر ہوتا ہے۔ عام طور پر مفسرین اس کو صرف مومنوں تک محدود کرتے ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ مومنوں تک محدود نہیں رسول اللہ ﷺ کو کافروں کی ہلاکت پر بھی دکھ پہنچتا تھا۔ اور اسی مضمون کی ایک دوسری آیت ﴿فَلَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ عَلٰى اٰثَارِهِمْ اِنْ لَّمْ يُؤْمِنُوْا بِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَسَفًا﴾ بھی روشنی ڈالتی ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شدید ترین معاند اور شدید دشمنی کرنے والوں سے بھی آپؐ کو نفرت نہیں ہوتی تھی، ان پر رحم آتا تھا اور ان کے لئے اپنے نفسوں کو ہلاک کرتے تھے، دعائیں کرتے ہوئے۔

چنانچہ اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اے کافرو! یہ نبی ایسا مشفق ہے جو تمہارے رنج کو نہیں دیکھ سکتا اور نہایت درجہ خواہشمند ہے کہ تم ان بلاؤں سے نجات پا جاؤ“۔ (نور القرآن۔ نمبر ۲۔ صفحہ ۳۹)

ایک سورۃ الحدید کی دسویں آیت ہے ﴿هُوَ الَّذِيْ يُنَزِّلُ عَلٰى عَبْدِهٖٓ اٰيٰتٍۢ بَيِّنٰتٍ لِّيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾۔ وہی ذات ہے جس نے اپنے بندہ پر بیّن آیات یعنی روشن آیات نازل فرمائیں۔ اب آیات کو روشن فرما کر اسی نسبت سے فرمایا ﴿لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ﴾ تاکہ وہ تمہیں ظلمتوں اور تاریکیوں سے نور کی طرف نکالے ﴿وَاِنَّ اللّٰهَ بِكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ﴾ اور جان لو کہ اللہ تعالیٰ تم پر رؤف اور رحیم ہے۔ پس وہی صفت جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تھی وہ صفات جو آپ کی تھیں وہ دراصل خدا کی صفات ہیں جو بدرجہ یکسانیت یعنی اللہ اور رسول کے اندر جو ہمہ گیر یکسانیت ہمیشہ رہتی تھی، آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خدا تعالیٰ کی صفات کے سامنے ایسا جھکتے تھے گویا خود ان صفات کے حامل ہو گئے۔ اس بناء پر رؤف رحیم کا لفظ ایک جگہ آنحضرت ﷺ کے متعلق بھی استعمال ہوا ہے اور یہی لفظ دراصل بنیادی طور پر اللہ تعالیٰ کی صفات میں سے ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

”ہر شخص کو دیکھنا چاہئے کہ اگر وہ روزانہ ظلمت سے نکل کر نور کو نہیں جا رہا تو وہ مومن نہیں ہے“۔ (ضمیمہ اخبار بدر۔ قادیان۔ ۵/اگست ۱۹۰۹ء)۔ اب یہ بھی اپنے اعمال کی پہچان کا ایک بہت ہی اعلیٰ ذریعہ ہے۔ دراصل ہر مومن کو اپنے اعمال کی پہچان کے لئے یہ کسوٹی اپنے سامنے رکھنی چاہئے۔ اگر ہر روز اس کی کوئی برائی چھٹ کر الگ نہ ہو جائے اور کوئی خوبی نہ آ جائے، خواہ تھوڑی ہی ہو، تو اس کو سمجھنا چاہئے کہ میرا قدم ترقی کی طرف نہیں اٹھ رہا۔ اور ہماری اتنی برائیاں ہیں کہ اگر روزانہ بھی ان برائیوں میں سے کچھ کو چھانٹ کر الگ کریں تو پھر بھی وہ باقی رہیں گی اور اس منزل تک پہنچنا جس پہ رسول اللہ ﷺ پہنچے ہوئے تھے وہ تو ایک بہت بعید سی بات ہے، اتنا بلند مقام ہے کہ حقیقت میں انسان کو ہیبت ہوتی ہے اس مقام کو دیکھ کر بھی کہ ہم کیسے یہ عظیم الشان سفر طے کریں گے۔ مگر سفر شرط ہے کچھ نہ کچھ ضرور انسان سفر کے نتیجہ میں مسافت طے کرتا ہے، کتنا ہی لمبا سفر ہو ایک ایک قدم، ایک ایک قدم منزل کے قریب ہوتا چلا جائے تو بالآخر وہ سفر کی مسافت طے ہو جاتی ہے۔ پس یہی سلوک ہے جو ہمیں خدا کے بندوں کو اپنے اعمال کے متعلق کرنا چاہئے۔ ایک ایک قدم، ایک ایک قدم روزانہ سوچ کر کوئی نہ کوئی برائی دُور کرتے چلے جائیں، کوئی نہ کوئی نیکی اس برائی کی جگہ اپنے نفس میں داخل کرتے چلے جائیں تو اس کا نام ہے ظلمت سے نکل کر نور کی طرف سفر کرنا۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

”جس قدر انسان کے نفس میں طرح طرح کے وساوس ابھرتے ہیں اور شکوک و شبہات پیدا ہوتے ہیں ان سب کو قرآن شریف دُور کرتا ہے اور ہر ایک طور کے خیالاتِ فاسدہ کو مٹاتا ہے“۔ اب اس میں قطعاً ایک ذرّہ بھی شک نہیں کہ ہر قسم کے مفاسد کی اصلاح کے لئے قرآن کریم میں کوئی نہ کوئی آیت موجود ہے اور غور سے اگر پڑھیں اوّل سے آخر تک تو حیرت ہوتی ہے کہ کتنی مناہی ہیں اور کتنے اوامر ہیں جو قرآن کریم بندوں کو دیتا ہے اور ان میں سے ہر جو امر ہے کہ یہ کرو وہ روشنی کا سفر ہے اور جو مناہی ہے کہ یہ نہ کرو وہ ظلمت سے بچنے کا سفر ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

”اُن سب کو قرآن شریف دُور کرتا ہے اور ہر یک طور کے خیالاتِ فاسدہ کو مٹاتا ہے اور معرفتِ کامل کا نور بخشتا ہے۔ یعنی جو کچھ خدا کی طرف رجوع ہونے اور اُس پر یقین لانے کے

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

لئے معارف وحقائق درکار ہیں، سب عطا فرماتا ہے"۔

(براہین احمدیہ۔ حصہ سوم۔ صفحہ ۲۰۵۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ طبع اوّل)

قرآن کریم میں ہر بات موجود ہے۔ ایک ادنیٰ سی چیز بھی ایسی نہیں ہے جو نہ ہو۔ اس زمانہ کی باتیں بھی موجود ہیں جو رسول اللہ ﷺ کا زمانہ تھا۔ آپ سے پہلے کی، ابتدائے آفرینش کی باتیں بھی موجود ہیں، تخلیق عالم کا ذکر بھی موجود ہے، کیسے دنیا کی ابتداء ہوئی، کس طرح مٹی اور پانی سے انسان بنایا گیا، کیسے جنّات بنے اور جن سے مراد کیا ہے، یہ بہت لمبے مضامین ہیں اور قرآن کریم کا کمال ہے کہ ان سب کا ذکر قرآن کریم میں موجود ہے۔ پھر آخری زمانہ کا ذکر بھی، آخری زمانہ تک ہونے والی باتوں کا ذکر بھی موجود ہے۔ یہ ذکر بھی موجود ہے کہ انسان کے سوا اور اعلیٰ درجہ کی مخلوق بھی اسی دنیا میں پیدا ہونے والی ہے۔ پھر انقلاب برپا ہو جائے گا یعنی رسول اللہ ﷺ کے آنے کا مقصد پورا ہو کر، جب آپ کے کامل انکار کے نتیجہ میں بندوں پر کامل تباہی آجائے گی تو پھر خدا تعالیٰ اسی دنیا سے کچھ اور وجود بھی پیدا کرے گا۔ اب یہ باتیں حیران کن ہیں اور ناممکن ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو از خود ان باتوں کا خیال تک گزرتا۔ مگر یہ باتیں ہیں اور قرآن کریم نے یہ ساری باتیں بیان فرمائی ہیں۔ پس اس میں کوئی شک نہیں کہ سب جہان چھان ماریں جتنی دکانیں ہیں دیکھیں قرآن کریم جیسا کوئی شیشہ آپ کو نظر نہیں آئے گا، قرآن کریم جیسی کوئی کتاب دکھائی نہ دے گی جو ہر چھوٹی سے چھوٹی بات کو بھی بیان کرے اور ہر بڑی سے بڑی بات کو بھی۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو رحمۃ للعالمین اس لئے کہا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں: "ہم نے کسی خاص قوم پر رحمت کرنے کے لئے تجھے نہیں بھیجا"۔ یعنی اللہ تعالیٰ مخاطب کرکے فرماتا ہے، "بلکہ اس لئے بھیجا ہے کہ تمام جہان پر رحمت کی جاوے اور جیسا کہ خدا تمام جہان کا خدا ہے ایسا ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام دنیا کے رسول ہیں اور تمام دنیا کے لئے رحمت ہیں اور آپ کی ہمدردی تمام دنیا سے ہے نہ کسی خاص قوم سے"۔ (چشمۂ معرفت صفحہ ۱۲)

اب ایک آیت ہے سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۱ ﴿وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْمِنْ بَعْدِ ھِمْ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اغْفِرْلَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا . رَبَّنَا اِنَّکَ رَءُ وْفٌ رَّحِیْمٌ﴾ اور جو لوگ ان کے بعد آئے یعنی ابتداء میں ایمان لانے والوں کے بعد آئے وہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جو ایمان میں ہم پر سبقت لے گئے اور ہمارے دلوں میں ان لوگوں کے لئے جو ایمان لائے کوئی کینہ نہ رہنے دے۔ اے ہمارے ربّ یقیناً تُو بہت شفیق اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اب یہ اکیلی آیت ہی شیعہ مذہب کو جڑوں سے اکھیڑ دیتی ہے کیونکہ شیعہ مذہب کی بنیاد یہ ہے کہ وہ جو پہلے ایمان لائے ان سب کی برائی کی جائے اور امیر المومنین کو امیر الفاسقین سمجھا جائے۔ یہاں تک کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان تینوں کو فاسق فاجر سمجھنا ان کے نزدیک نیکی ہے حالانکہ یہ تینوں بعد میں آنے والوں سے بہت پہلے سے ایمان لائے تھے اور نہایت مشکل وقت میں ایمان لائے تھے جبکہ ایمان لانا کسی معمولی انسان کے بس کی بات نہیں تھی، بے حد قربانیاں دینی پڑتی تھیں۔ انہوں نے آغاز سے لے کر آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے وصال تک آپ کے ساتھ کامل وفاداری کا سلوک کیا۔ تو جو لوگ ان کو برا کہیں ان کا اپنا ایمان ختم ہو جاتا ہے اور جو ان میں سے سچے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم ان کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کر سکتے۔ یہی بات غالباً حضرت امام باقر نے کہی تھی مگر اس وقت مجھے حوالہ یاد نہیں۔

اب ایک آیت ہے، آخری آیت جو اس خطبہ کی ہے اس کے بعد پھر اگلے خطبوں سے دوسرا مضمون شروع ہوگا۔ وہ ہے ﴿ھُوَاللّٰہُ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ . عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ . ھُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ﴾ (الحشر:۲۳) وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ غیب کا جاننے والا ہے اور حاضر کا بھی۔ وہی ہے جو بن مانگے دینے والا، بے انتہاء رحم کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں: "وہ ذات پاک جس کا نام ہے اللہ، تمام صفات کاملہ سے موصوف، تمام برائیوں سے پاک، وہ جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں، اپنی ذات کو جو تمام غیبوں کا غیب ہے آپ ہی جانتا ہے"۔

اب یہاں یہ نکتہ معرفت کا اس سے پہلے مَیں نے کسی اور مفسر کی زبان سے نہیں سنا، یا قلم سے نہیں پڑھا۔ فرماتے ہیں: "اپنی ذات کو جو تمام غیبوں سے غیب ہے آپ ہی جانتا ہے"۔ یعنی اللہ تعالیٰ جب کہتے ہیں عالم الغیب تو سب سے زیادہ تو وہ خود غیب ہے جو ہماری ظاہری نظروں اور آنکھوں سے غیب رہتا ہے اور اپنے آپ کو جانتا ہے کہ مَیں کون ہوں۔ "تمام ان اشیاء کو جو موجود ہو کر فنا ہو گئیں یا اب تک ابھی پیدا ہی نہیں ہوئیں صرف اس کے علم میں ہی ہیں اور تمام موجودات کو جانتا ہے، وہ رحمٰن بروں بھلوں سب کا روزی رساں ہے۔ بن مانگے فضل کرنے والا۔ وہ رحیم جو پہلوں کو اپنے فضل اور رحم سے بخشے اور کسی کے سوال اور محنت کو ضائع نہ کرے"۔ (تصدیق براہین احمدیہ صفحہ ۲۵۴)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"وہ خدا جو واحد لاشریک ہے جس کے سوا کوئی بھی پرستش اور فرمانبرداری کے لائق نہیں۔ یہ اس لئے فرمایا کہ اگر وہ لاشریک نہ ہو تو شاید اس کی طاقت پر دشمن کی طاقت غالب آجائے"۔ یعنی اگر کوئی اور اللہ بھی ہو اور وہ اس کا شریک ہو تو پھر تو ان دونوں خداؤں کے درمیان ایک جنگ ہونی چاہئے۔ ہر حکومت دوسری حکومت پر چڑھائی کرتی ہے اور اپنے آپ کو غالب دیکھنا چاہتی ہے اور یہ ایسی ایک فطرتی بات ہے کہ جس سے اگر خدا کے علاوہ کوئی اور خدا ہوتا تو وہ بھی یہ صفت رکھتا کہ اپنے سوا کسی کی خدائی برداشت نہ کرتا اور اسی لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اگر ایسا ہوتا کہ کوئی اور خدا ہے تو زمین و آسمان ﴿لَفَسَدَتَا﴾ یہ دونوں فساد سے بھر جاتے۔

پس یہ بھی اللہ تعالیٰ کی شان ہے کہ اس کی وحدانیت ہی میں ہمارا امن ہے۔ اگر وحدانیت نہ ہوتی تو کوئی قانون قدرت بھی دوسرے قانون قدرت سے مطابق نہ ہوتا۔ ایک قانون کسی ایک خدا کا بنایا ہوتا، ایک دوسرا قانون کسی اور خدا نے بنایا ہوتا اور وہ قانون ہی آپس میں ٹکراتے رہتے لیکن ساری کائنات کا مطالعہ کرکے دیکھ لیں آپ کو کہیں کوئی قانون قدرت کسی دوسرے قانون قدرت سے ٹکراتا ہوا دکھائی نہیں دیتا اور اسی کا نام آئن سٹائن نے سمٹری (Symmetry) رکھا ہے۔ کسی زمانہ میں جب وہ ابھی زیادہ متکبر نہیں ہوا تھا اس نے بے اختیار یہ کہا کہ اگر خدا تعالیٰ کی ہستی کا کوئی اور ثبوت نہ بھی ہو تو یہی ثبوت بہت کافی ہے کہ اس کی کائنات میں عجیب سمٹری (Symmetry) ہے۔ ہر قانون دوسرے قانون سے مطابقت رکھتا ہے۔ ہر قانون دوسرے قانون کے ساتھ چل کر اسے سہارا دیتا ہے نہ کہ اس کی مخالفت کرتا ہے۔ پس یہ سمٹری (Symmetry) اکیلی بھی اہل علم کے لئے کافی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کی ہستی کو تسلیم کریں کوئی اور قانون نہیں سوائے ایک قانون کے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی مضمون کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"اس صورت میں خدائی معرضِ خطر میں رہے گی اور یہ جو فرمایا کہ اس کے سوا کوئی پرستش کے لائق نہیں، اس سے یہ مطلب ہے کہ وہ ایسا کامل خدا ہے جس کی صفات اور خوبیاں اور کمالات ایسے اعلیٰ اور بلند ہیں کہ اگر موجودات میں سے بوجہ صفاتِ کاملہ کے ایک خدا انتخاب کرنا چاہیں یا دل میں عمدہ سے عمدہ اور اعلیٰ سے اعلیٰ خدا کی صفات فرض کریں تو وہ سب سے اعلیٰ جس سے بڑھ کر کوئی اعلیٰ نہیں ہو سکتا، وہی خدا ہے"۔

اب صفات باری تعالیٰ پر غور کرکے دیکھ لیں ان سے بہتر صفات سوچی نہیں جا سکتیں اور باوجود اس کے کہ اس وقت تک ہمیں ننانوے نام معلوم ہیں اور بھی بہت سے نام ہیں جو آئندہ بڑھتے چلے جائیں گے اور دریافت ہوتے چلے جائیں گے۔ ان ناموں میں کوئی ایک نام بھی دوسرے سے تضاد نہیں رکھتا، ہر نام اور ہر صفت دوسرے نام اور دوسری صفت کی تائید کرنے والا ہے۔

"پھر فرمایا کہ: عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا"۔ اب یہ بھی وہی حضرت خلیفۃ المسیح اول والی بات ہے اور معلوم ہوتا ہے آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے لی تھی۔ یہ کہنا کہ "عالم الغیب ہے یعنی اپنی ذات کو آپ ہی جانتا ہے اس کی ذات پر کوئی احاطہ نہیں کر سکتا۔ ہم آفتاب اور ماہتاب اور ہر ایک مخلوق کا سراپا دیکھ سکتے ہیں مگر خدا کا سراپا دیکھنے سے قاصر ہیں"۔

پھر فرمایا کہ: وہ عالم الشہادۃ ہے یعنی کوئی چیز اس کی نظر سے پردہ میں نہیں ہے۔ یہ جائز نہیں کہ خدا کہلا کر پھر علمِ اشیاء سے غافل ہو، وہ اس عالم کے ذرّہ ذرّہ پر اپنی نظر رکھتا ہے لیکن انسان نہیں رکھ سکتا۔ وہ جانتا ہے کہ کب اِس نظام کو توڑے گا اور قیامت برپا کر دے گا اور اس کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ ایسا کب ہوگا؟ سو وہی خدا ہے جو ان تمام وقتوں کو جانتا ہے۔ پھر فرمایا ﴿ھُوَالرَّحْمٰنُ﴾ یعنی وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے، نہ کسی غرض سے اور نہ کسی عمل کے پاداش میں اُن کے لئے سامانِ راحت میسّر کرتا ہے"۔

جلسہ سالانہ جرمنی کی آمد آمد

ہر موقع اور موسم کے لئے نت نئے ڈیزائن و فیشن

بیلا بوتیک

ÄNDERUNGSSCHNEIDEREI

ہماری ٹیلرنگ شاپ میں ہر طرح کے زنانہ و مردانہ ملبوسات کی سلائی اور مرمت کا انتظام

Tel: 069 24246490 + 069 24279400
Kaiser Str. 64 Laden 31-35 Frankfurt (Germany)
e-mail: belaboutique@aol.com
www bela-boutique.de

اس مضمون پر مَیں پہلے بھی بارہا روشنی ڈال چکا ہوں کہ انسان کی پیدائش سے پہلے بھی، بہت پہلے کوئی وجود ہی نہیں تھا۔ وہ تمام چیزیں پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے وقت مقرر کردئے جن چیزوں کی انسان کو مختلف ترقی کے مدارج میں ضرورت پڑ سکتی تھی۔ ہر وہ چیز اس وقت دریافت ہوئی جب انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا تھا، جب استفادہ نہیں کر سکتا تھا وہ دریافت ہی نہیں ہوئیں۔ پس یہ سارا لمبا سفر ہے انسانی ارتقاء کا یعنی انسانی علم کے ارتقاء کا اور جب اس کا علم ایک حد سے آگے بڑھا تو اس وقت اس کی ضرورت کی چیز اچانک اس کی آنکھوں سے سامنے آگئی کہ یہ تو ہماری پیدائش سے پہلے ہی پیدا شدہ ہے تو یہ رحمٰن ہے۔

وہ جانداروں کی ہستی اور ان کے اعمال سے پہلے محض اپنے لطف سے، نہ کسی غرض سے اور نہ کسی عمل کی پاداش میں ان کے لئے سامان راحت میسر کرتا ہے جیسا کہ آفتاب اور زمین اور دوسری تمام چیزوں کو ہمارے وجود اور ہمارے اعمال کے وجود سے پہلے ہمارے لئے بنا دیا۔ اس عطیّہ کا نام خدا کی کتاب میں رحمانیت ہے"۔

قرآن کریم کے متعلق بھی یہ جو بحث چلی ہے مخلوق ہے کہ غیر مخلوق اس کو یہ بات ہمیشہ کے لئے حل کر دیتی ہے ﴿خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ﴾ یعنی انسان کو پیدا کیا اور بیان یعنی کلام کو پیدا نہیں کیا بلکہ سکھایا ہے۔ پس قرآن غیر مخلوق ہے اور ازل سے خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔

"اس کام کے لحاظ سے خدائے تعالیٰ رحمان کہلاتا ہے اور پھر فرمایا کہ ﴿اَلرَّحِيْمُ﴾ یعنی وہ خدا نیک عملوں کی نیک تر جزاء دیتا ہے اور کسی کی محنت کو ضائع نہیں کرتا اور اس کام کے لحاظ سے رحیم کہلاتا ہے"۔ (اسلامی اصول کی فلاسفی صفحہ ۵۸۔۵۹)

اب یہ رحیمیت کا جو مضمون چل رہا تھا آج اس مضمون کو ختم کر رہا ہوں اور آئندہ سے انشاء اللہ تعالیٰ دوسری صفات باری تعالیٰ میں سے بعض صفات کا ذکر چلے گا جیسا کہ مَیں نے بیان کیا ہے یہ ایک ناپیدا کنار سمندر ہے جو ایک انسانی زندگی میں ختم نہیں ہو سکتا۔ پس جہاں تک اللہ تعالیٰ توفیق دے گا انشاء اللہ اس مضمون کو آگے بڑھاتا رہوں گا۔

۞۞۞۞......۞۞۞......۞۞۞۞

رشتہ ناطہ اور شادی بیاہ کے تعلق میں ہدایات

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے فرمایا:

"نکاح کے لئے کسی روپیہ کی ضرورت نہیں۔ مہر عورت کا حق ہے جو مرد کی حیثیت پر ہے۔ وہ بہرحال دینا ہے باقی جو یہ سوال لڑکی والوں کی طرف سے لڑکے والوں سے ہوتا ہے کہ کیا زیور کپڑا دوگے اور اسی طرح لڑکے والوں کی طرف سے یہ کہ کیا لڑکی کو دوگے، بہت تباہی بخش اور ذلیل طریق ہے۔ اس طریق نے مسلمانوں کی جائیدادوں کو تباہ کیا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ ناک نہیں رہتی لوگ پوچھتے ہیں لڑکی کیا لائی اور اسی طرح لڑکے والوں کی طرف سے کچھ نہ ہو تو لڑکی والے کہتے ہیں ہماری ناک کٹتی ہے۔ چونکہ اس طریق سے تباہی آتی ہے اس سے جماعت کو بچنا چاہئے۔ اور بجائے بڑے جہیزوں والی لڑکی اور بڑے زیور لانے والوں کے یہ دیکھنا چاہئے کہ لڑکی جو گھر میں آئی ہے وہ مسلمان ہے اور لڑکا مسلمان ہے۔ ورنہ بڑے بڑے زیور تباہی اور بربادی کا باعث ہو جاتے ہیں اور اس سے خاندان تباہ ہو جاتے ہیں اور دین بھی ضائع ہو جاتا ہے اور لوگ سود میں مبتلا ہو کر جائیدادوں کو برباد کر دیتے ہیں اور اس کی ایک جڑ ہے وہ یہ کہ لوگوں میں رواج ہے کہ جہیز وغیرہ دکھاتے ہیں۔ اس رسم کو چھوڑنا چاہئے۔ جب لوگ دکھاتے ہیں تو دوسرے پوچھتے ہیں۔ جب دکھانے کی رسم بند ہوگی تو لوگ پوچھنے سے بھی ہٹ جائیں گے۔ ہمیشہ اس بات پر جانبین کی نظر ہونی چاہئے کہ ہمارے دین پر، ہمارے اخلاق پر اس معاملہ کا کیا اثر پڑے گا۔ بیاہ کا معاملہ انسان کے اختیار میں ہے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اولاد کو نیک باپ سے ملایا جائے گا۔ اسی طرح جو نیک بیوی ہوگی وہ اپنے نیک خاوند سے ملائی جائے گی۔ اور جو نیک خاوند ہوگا اور اس سے اعلیٰ درجہ کی نیک عورت ہوگی اس سے ملایا جائے گا۔ کسی کی اولاد ہونا کسی کے اختیار میں نہیں مگر نیک بیوی خود انتخاب کر سکتا ہے اور اسی طرح لڑکی والے نیک اور دیندار لڑکا انتخاب کر سکتے ہیں۔

(خطبہ نکاح فرمودہ ۹/فروری ۱۹۲۱ء)

بقیہ: علامہ اقبال کے فلسفہ کا لب لباب

از صفحہ نمبر ۴

ایک مسکین ذلیل و خوار مردودِ خلائق کو اس قصر مقدس تک جو عرش اللہ ہے پہنچا دیتی ہے۔ سو اٹھو ایمان کو ڈھونڈو اور فلسفہ کے خشک اور بے سود ورقوں کو جلاؤ کہ ایمان سے تم کو برکتیں ملیں گی۔ ایمان کا ایک ذرہ فلسفہ کے ہزار دفتر سے بہتر ہے۔ اور ایمان سے صرف آخری نجات نہیں بلکہ ایمان دنیا کے عذابوں اور لعنتوں سے بھی چھڑا دیتا ہے اور روح کے تحلیل کرنے والے غموں سے ہم ایمان ہی کی برکت سے نجات پاتے ہیں۔ وہ چیز ایمان ہی ہے جس سے مومن کامل سخت گھبراہٹ اور قلق اور کرب اور غموں کے طوفان کے وقت اور اس وقت کہ جب ناکامی کے چاروں طرف سے آثار ظاہر ہو جاتے ہیں اور اسباب عادیہ کے تمام دروازے مقفّل اور مسدود نظر آتے ہیں مطمئن اور خوش ہوتا ہے۔ ایمان کامل سے سارے استبعاد جاتے رہتے ہیں اور ایمان کو کوئی چیز ایسا نقصان نہیں پہنچاتی جیسا کہ استبعاد۔ اور کوئی ایسی دولت نہیں جیسا کہ ایمان۔ دنیا میں ہر ایک ماتم زدہ ہے مگر ایماندار۔ دنیا میں ہر یک سوزش اور حرقت اور جلن میں گرفتار ہے مگر مومن۔ اے ایمان کیا ہی تیرے ثمرات شیریں ہیں، کیا ہی تیرے پھول خوشبودار ہیں۔ سبحان اللہ کیا عجیب تجھ میں برکتیں ہیں۔ کیا ہی خوش نور تجھ میں چمک رہے ہیں۔ کوئی ثریا تک پہنچ نہیں سکتا مگر وہی جس میں تیری کششیں ہیں۔ خدا تعالیٰ کو یہی پسند آیا کہ اب تو آوے اور فلسفہ جاوے۔ ولا رآدّ لفضلہ"۔ (آئینہ کمالات اسلام حاشیہ صفحہ ۲۷۱ تا ۲۷۳۔ مطبوعہ ۱۸۹۳ء)

اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو یورپی فلسفہ کی پیروی اور اس کی ہلاکت کی راہوں سے محفوظ رکھے اور ہلاکت کی ان راہوں کی طرف لے جانے والوں کو سمجھ عطا کرے کہ وہ یورپی تقلید سے باز آکر حقیقی ایمان سے مزین کرنے والی اس آسمانی راہ کی طرف آئیں جو اس آخری زمانہ میں مسلمانوں کی نجات کے لئے کھولی گئی ہے تا وہ حقیقی ایمان کے ثمرات سے مستفیض ہو کر دنیا میں سربلندی اور عنداللہ اور عندالناس سرخروئی حاصل کر سکیں۔ آمین

Money Matters

Mortgages, Remortgages
Secured-unsecured Loans
Homeowner Loans,
Tenent Loans, Personal Loans,
Credit Cards,
Current-Savings accounts,
Business Finance
FEEL FREE TO CCONTACT
Mr.Khalid Mahmood
Tel:020 8649 9681 Fax:020 8686 2290
Mobile: 07931 306576
Your home is at risk if you do not keep up repaymants on mortgage or any other loan secured on it

بقیہ: جلسہ سالانہ کسیرے

از صفحہ ۱۶

کر کھال اتار دی جائے تب بھی ہم کبھی پیچھے نہ ہٹیں گے۔

ایک نومبایع پروفیسر صاحب نے بیان کیا کہ ہمیں اس سے قبل احمدیت کے بارہ میں بہت کم علم تھا۔ ہم جماعت کی تنظیم اور مساعی سے بے حد متاثر ہوئے ہیں۔

ایک اور معزز دوست نے بیان کیا کہ اس جلسہ سے ہمارے علم و ایمان میں بہت اضافہ ہوا ہے۔ ایسے جلسے کثرت سے ہونے چاہئیں۔

علاقہ کی ایک کثیر تعداد نے اس بات کا کھلے عام اظہار کیا کہ ہمارے بہت سے شکوک و شبہات اس جلسہ کے بعد زائل ہو گئے ہیں اور اب ہم احمدیت کی سچائی کو جان گئے ہیں۔ الحمد للہ علیٰ ذالک۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں مزید ایسے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر جلسے منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

THOMPSON & CO SOLICITORS

Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,, Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

(۱)......"سب کتابیں چھوڑ دو اور رات دن کتاب اللہ ہی کو پڑھو۔ بڑا بے ایمان ہے وہ شخص جو قرآن کریم کی طرف التفات نہ کرے اور دوسری کتابوں پر ہی دن رات جھکا رہے"۔

(۲)......"ہماری جماعت کو چاہئے کہ قرآن کریم کے شغل اور تدبر میں جان و دل سے مصروف ہو جائیں"۔

(۳)......"اس وقت قرآن کریم کا حربہ ہاتھ میں لو تو تمہاری فتح ہے اور اس نور کے آگے کوئی ظلمت ٹھہر نہ سکے گی"۔

(از ملفوظات جلد ۲ ایڈیشن اول صفحہ ۱۲۲)

(مرسلہ: ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد، تعلیم القرآن وقف عارضی)

ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل کا

سالانہ چندہ خریداری

برطانیہ: پچیس (۲۵) پاؤنڈز سٹرلنگ
یورپ: چالیس (۴۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
دیگر ممالک: ساٹھ (۶۰) پاؤنڈز سٹرلنگ
(مینیجر)

Allada (بینن) کے احمدی بادشاہ کے محل میں
پہلے احمدیہ میڈیکل کیمپ کا انعقاد
۶۰۰ مریضوں کا طبی معائنہ اور مفت ادویات کی فراہمی

(رپورٹ: حافظ احسان سکندر، امیر ومبلغ انچارج بینن)

مورخہ ۱۸ رمئی بروز جمعۃ المبارک بینن کے ایک بڑے شہر Allada میں میڈیکل کیمپ لگانے کا پروگرام بنایا گیا۔ اس کیمپ کے لئے کافی دن قبل ہی تیاری شروع کی گئی۔ ۱۸ رمئی کو صبح پانچ بجے ہماری ٹیم مع دوائیوں کے الاڈا کے لئے روانہ ہوئی۔ دعا کے ساتھ سفر شروع کیا گیا۔ نماز فجر گاڑیوں میں ہی ادا کی گئی۔ ٹیم میں خاکسار کے علاوہ مرکزی مبلغ مکرم انوارالحق صاحب، مرکزی ڈاکٹر مکرم عبدالوحید خادم صاحب، دو مقامی ڈاکٹر صاحبان اور احمدیہ ہسپتال کا آٹھ افراد پر مشتمل عملہ نیز چار لوکل خدام شامل تھے۔ اس کے علاوہ دو اخباری رپورٹرز بھی ہمراہ تھے۔

الاڈا (Allada) میں جہاں ہم نے کیمپ لگایا اس کے بارہ میں چند ایک باتیں عرض کردینی ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ شہر کافی بڑا ہے اور تقریباً دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ نیز یہاں کے بادشاہ ایک سال قبل احمدی ہوئے اور پچھلے جلسہ سالانہ برطانیہ (۲۰۰۰ء) پر حضور ایدہ اللہ سے ملاقات بھی کرچکے ہیں۔ بینن کے تمام دوسرے بادشاہ ان کے ماتحت کام کرتے ہیں کیونکہ اس ملک کی سب سے پہلی اور سب سے بڑی Kingdom انہی کی ہے۔ انہوں نے ہمارے وہاں پہنچنے سے پہلے اس کیمپ کے متعلق وہاں کے لوکل ریڈیو اور اخبارات میں بہت پبلسٹی کی۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اس وجہ سے مریض بڑی دُور دُور سے آئے۔

۱۸ رمئی کو صبح سات بجے ہماری ٹیم الاڈا پہنچی۔ ہمارا استقبال بڑے احسن طریق پر کیا گیا۔ تمام انتظامات King موصوف نے اپنے محل میں کئے اور بڑے ہی پیارے انداز سے۔ تقریباً آٹھ بجے دعا کے ساتھ کیمپ کا آغاز کیا گیا۔ ہومیو پیتھی اور ایلوپیتھی تمام دواؤں کا استعمال کیا گیا نیز ہومیو پیتھی کے متعلق لوگوں کو تعارف کروایا گیا۔ شام چھ بجے تک یہ کیمپ جاری رہا۔ ۶۰۰ مریضوں کا چیک اپ کیا گیا اور دوائی دی گئی۔ تمام مریضوں کا مفت علاج کیا گیا۔ اس کے علاوہ تمام مریضوں اور مہمانوں کو دوپہر کا کھانا بھی پیش کیا گیا جس کا تمام انتظام King موصوف کی طرف سے تھا۔

Allada کے احمدیہ میڈیکل کیمپ میں مریض اپنی باری کا انتظار کر رہے ہیں

ہمارے اس کیمپ کا وزٹ کرنے کے لئے الاڈا کے "سُوپروفے" (جن کا عہدہ گورنر کے برابر ہوتا ہے) ہمراہ اپنی تمام کیبنٹ اور اعلیٰ پولیس افسران کے تشریف لائے۔ اس کے علاوہ اس علاقہ کی ہیلتھ سیکرٹری نے بھی اپنی ٹیم کے ساتھ تشریف لاکر ہماری حوصلہ افزائی کی اور ہمیں اپنے ہاں آنے کی دعوت دی۔ ان تمام مہمانوں نے اپنے تاثرات میں ہمارے اس کیمپ کی بہت تعریف کی اور بہت حیران ہوئے کہ آج کے دور میں بھی کوئی جماعت ایسی بے لوث خدمت کے کام کر رہی ہے۔ King موصوف کی ملکہ نے کہا کہ احمدیت تو ہمارے بینن میں معجزے کر کے دکھلا رہی ہے۔

اس کے علاوہ نماز جمعہ ہم سب نے کنگ موصوف کے محل میں ادا کی۔ یہ ان کے ذاتی محل میں پہلی نماز باجماعت تھی۔ نیز جمعہ کی اذان اس محل میں پہلی دفعہ دی گئی جو کہ مرکزی مبلغ مکرم انوارالحق صاحب نے دی۔

تمام ٹیم نے بڑی محنت اور توجہ سے اس کیمپ کو کامیاب بنایا۔ اسی کا اثر تھا کہ تمام لوگوں کا مجموعی تاثر یہ تھا کہ اس طرح کے کیمپ یہاں بار بار لگنے چاہئیں۔ شام چھ بجے کیمپ کا اختتام کیا گیا۔ بادشاہ موصوف نے اپنے الوداعی کلمات میں کہا کہ میں آپ سب لوگوں کا شکر گزار ہوں اور امید کرتا ہوں کہ میرے محل میں بار بار اس طرح کی رونقیں لگائی جائیں گی۔ نیز انہوں نے کہا کہ آج کا دن میرے محل کے لئے بہت بابرکت دن ہے اور یہ احمدیت کا دن ہے۔ شام ساڑھے چھ بجے کنگ موصوف نے اپنی ملکہ کے ہمراہ ہمیں الوداع کیا اور ہم واپس Porto Novo آگئے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ کیمپ ہماری امیدوں سے بہت زیادہ کامیاب رہا۔ الاڈا کے علاقہ کے لئے اور بادشاہ موصوف کے لئے خصوصیت سے دعا کی درخواست ہے کیونکہ ہم اس علاقہ کو دوسری نئی جماعتوں کے لئے ایک مثالی جماعت بنانا چاہتے ہیں۔ اس سلسلہ میں وہاں مشن ہاؤس بھی قائم کردیا گیا ہے اور ہمارے لوکل معلمین نے وہاں پوری توجہ سے کام شروع کردیا ہے۔ جس طرح یہ جماعت بڑی ہے اسی طرح وہاں تربیت کا کام بھی بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر کوششوں میں اپنے فضل سے اسی طرح غیر معمولی برکتیں عطا فرماتا رہے۔

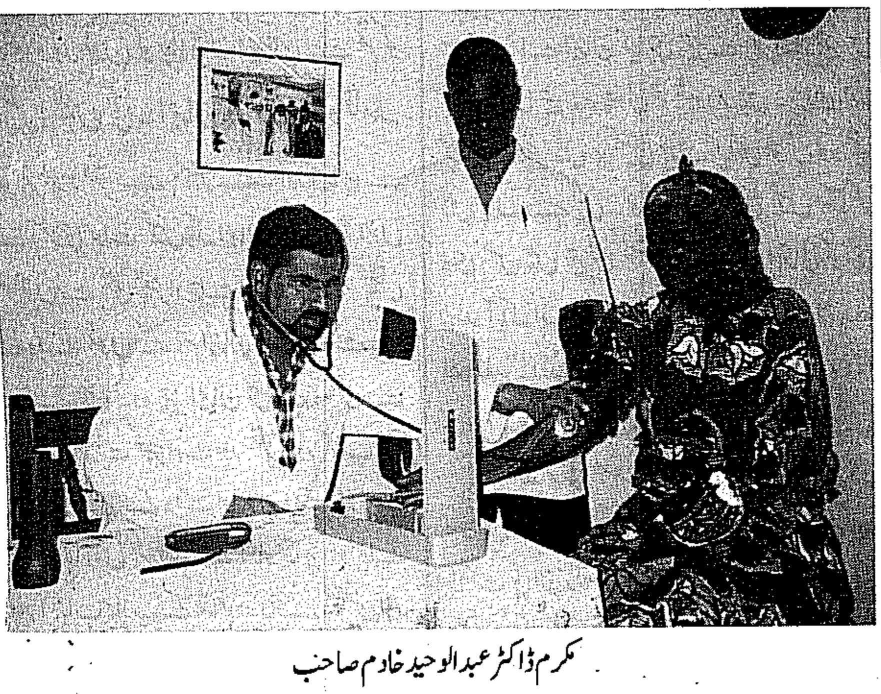

مکرم ڈاکٹر عبدالوحید خادم صاحب
Allada میں لگائے گئے کیمپ میں مریضوں کا معائنہ کر رہے ہیں۔

Allada کے میڈیکل کیمپ میں ہمارے مبلغین کرام، ڈاکٹر صاحبان اور ہسپتال کے عملے کے ساتھ ہیلتھ سیکرٹری، بعض اعلیٰ پولیس و سرکاری افسران اور الاڈا کے بادشاہ اور ملکہ کی دو یادگار تصاویر

کہانی ایک یتیم بچے کی اور ربّ جلیل کے افضال

(ملک محمد اعظم - ربوہ)

آج ایک ایسے بچے کی کہانی سنانے کو دل چاہا کہ جو بہت دُور افتادہ اور غیر معروف دیہاتی ماحول میں پیدا ہوا اور قریباً چار برس کی عمر میں اپنے دو کمسن بھائیوں سمیت یتیم ہو گیا۔ یہ کہانی کوئی افسانہ نہیں بلکہ حقیقی اور سچی ہے۔ کہانی کے بیان کا واحد مقصود صرف اور صرف رب کریم کی قدرت نمائی، بلند شان اور اس کی محبت و شفقت کا اظہار ہے کہ جب وہ کسی بندے کو اپنے افضال سے نوازنا چاہے تو کوئی ہاتھ اور طاقت انہیں روک نہیں سکتی۔

تحصیل و ضلع جہلم کے ایک دُور افتادہ گاؤں میں جو مٹی کی بلند و بالا "دندیوں اور پہاڑوں" کے دامن میں واقع ہے وہاں ایک خاندان آباد تھا۔ اس خاندان کے دو بھائی تھے۔ بڑے بھائی کی اولاد میں تین بیٹے تھے اور چھوٹے بھائی کی اولاد میں چار بیٹے تھے۔ یہاں چونکہ روزگار کے مواقع ناپید تھے اس لئے بڑے بھائی نے اپنے تینوں بیٹوں کو کمسنی میں انگریزی فوج میں بھرتی کروادیا۔ چھوٹے بھائی نے نوکری کو پسند نہ کیا لہذا وہ اہل و عیال سمیت روزگار کی تلاش میں سرگودھا آگئے اور چک نمبر ۴۸ میں دو مربع زمین ٹھیکہ پر لے کر اپنے اہل و عیال کو لا بسایا۔ جس بچے کا مَیں ذکر کرنا چاہتا ہوں یہ اس بچے کے دادا تھے۔ بچے کے دادا چونکہ کبڈی کے بہترین کھلاڑی تھے لہذا علاقہ میں ان کا خوب شہرہ ہوا۔ اور اس طرح ان کا سارا وقت اس علاقائی کھیل کے شغل میں گزرنے لگا۔ چونکہ تعلیم و تدریس کا چنداں رواج نہ تھا، نہ سکت تھی اور نہ شعور تھا لہذا چاروں بیٹے کھیتی باڑی میں جُت گئے۔ صرف ایک بیٹا مڈل تک تعلیم پایا۔ ان کا نام محمد مرزا تھا۔ بہت بھلے مانس اور باکردار انسان تھے۔ اس درویش منش انسان نے گاؤں کے قریب ذرا ہٹ کر لب سڑک ایک چھوٹی سے مسجد بھی تعمیر کروائی جو امتداد زمانہ کی وجہ سے خستہ حالت میں ہے اور غیر آباد ہے۔

یہاں ضمناً ایک دلچسپ واقعہ بھی عرض کرتا ہوں۔ میری امی جان فرمایا کرتی تھیں کہ ایک دفعہ محترم محمد مرزا صاحب نشتر آباد (سابق سکھانوالی) سے لائل پور (اب فیصل آباد) بذریعہ ریل گاڑی گئے تو واپس آکر بتایا کہ مَیں دریائے چناب کے قریب ایک عجیب نظارہ دیکھ کر آیا ہوں وہ یہ کہ ہندوستان سے کوئی ولی اللہ آکر دریائے چناب کے کنارے بیابان میں ایک نیا شہر آباد کر رہا ہے۔ جگہ جگہ خیمے لگے ہیں۔ یہ نظارہ مجھے ایسا پیارا لگا کہ دل چاہتا ہے کہ سارا کام کاج چھوڑ کر مَیں بھی اُس بزرگ ولی اللہ کے پاس چلا جاؤں اور خدمت بجا لاؤں مگر گھریلو حالات کی وجہ سے وہ اپنے ارادہ کی تکمیل نہ کرپائے۔ مگر وہ نہ جانتے تھے کہ ایک وقت آئے گا کہ انہیں کے خاندان یا خون سے اُس ولی اللہ کے غلام اور خادم پیدا ہو جائیں گے۔

تو مَیں ذکر کر رہا تھا ایک بچے کا جس پر اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضل اور انعامات ہوئے اور ہو رہے ہیں۔ جیسا کہ مَیں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ جب یہ بچہ چار برس کا ہوا تو یتیم ہو گیا۔ دیہاتی ماحول میں والدہ کے لئے تین بچوں کی پرورش کرنا ناممکنات میں سے لگا مگر اس باہمت خاتون نے اپنے تینوں بیٹوں کی پرورش کے ساتھ ساتھ انہیں علم کے زیور سے بھی آراستہ کرنے کا عزم صمیم باندھا۔ باوجودیکہ ان جھونپڑیوں (جہاں رہائش تھی) کے قریب کوئی مدرسہ نہ تھا بلکہ تعلیم و تدریس کا عام رواج بھی نہ تھا۔ بہر کیف اس پر عزم، بلند حوصلہ اور بلند ہمت دیہاتی اور اَن پڑھ خاتون نے فیصلہ فرمایا کہ وہ ان تینوں بچوں کو حصول علم کی خاطر تن من دھن لگا دیں گی۔ لہذا انہایت نامساعد حالات کے باوجود اپنے بڑے بیٹے کو گود اٹھایا اور اپنی رہائش گاہ (جھونپڑی) سے دو میل دُور پرائمری سکول لے گئیں۔ اور سکول کے مدرس سے یوں گویا ہوئیں۔ یہ یتیم بچہ ہے، مَیں اسے تعلیم دلانا چاہتی ہوں، آپ اسے داخل کرلیں۔ تمام اخراجات میں خود ادا کروں گی آپ صرف شفقت سے پڑھایا کریں۔ بس پھر کیا تھا اس باہمت خاتون نے روزانہ بچے کی انگلی پکڑ کر یا گود میں اٹھا کر سکول چھوڑ آنا اور پھر واپس لانا معمول بنالیا۔ سارا دن محنت مزدوری کرتیں اور بڑی محبت اور شفقت سے تینوں بچوں کی پرورش کرتیں۔ یہاں سے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور شفقتوں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ رب کریم کو اس علم پرور باہمت خاتون کی یہ ادا پسند آئی۔ محنت و مزدوری میں برکت پڑنے لگی۔ یتیم بچہ بھی پڑھائی میں چل نکلا اور دیکھتے ہی دیکھتے تیسری جماعت میں کامیاب ہو گیا پھر دوسرے دونوں بچوں کو بھی سکول داخل کروادیا گیا۔

مَیں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ متذکرہ بچے کے دادا نے اپنے بڑے بھائی سے الگ ہو کر اپنے اہل و عیال کو روزی کی تلاش میں جہلم سے سرگودھا لا بسایا تھا اور دادا کے بھائی نے اپنے تینوں بیٹوں کو فوج میں بھرتی کروادیا تھا۔ اس طرح دونوں بھائیوں کی اولاد پروان چڑھنے لگی۔ تو جب یہ بچہ تیسری میں پاس ہوا تو اس کے دو چچا بھی فوت ہو چکے تھے۔ صرف ایک چچا اور دادا سرپرست تھے۔ ادھر دوسرے دادا کی اولاد میں بڑے بیٹے فوج سے ریٹائرڈ ہو کر ایک مربع زمین سرکار سے انعام پا کر ملکوال میں زمین کو آباد کرنے آ آباد ہوئے۔ انہیں خیال آیا کہ وہ کیوں نہ اپنے چچا کی اولاد سرگودھا سے ملکوال اپنی زمین کو آباد کرانے کے لئے لے آئیں۔ لہذا یوں یہ یتیم بچہ اپنے چچا اور والدہ صاحبہ کے ہمراہ ملکوال کے قریب ایک گاؤں میں منتقل ہو گیا۔ یہاں گاؤں میں بھی کوئی سکول نہ تھا۔ یہاں چونکہ نووارد تھے بہت سی مشکلات اور روکیں پیدا ہوئیں یہاں تک کہ ایک بااثر زمیندار نے کہا کہ بہن اپنے بڑے بیٹے کو مجھے دے دیں میں روٹی کپڑا بھی دوں گا اور پانچ روپے ماہوار تنخواہ بھی۔ اُس دَور کا یہ بہت بڑا لالچ تھا مگر اس باہمت اور پر عزم خاتون کے ارادہ کی تکمیل میں کوئی روک حائل نہ ہو سکی۔ آپ نے حقارت سے اس کی اس پیشکش اور ہمدردی کو ٹھکرا دیا اور کڑک کے فرمایا کہ تم اپنی بھینسوں کو قصابوں کو دے دو۔ مَیں تو اپنے بچوں کو ہر قیمت پر تعلیم دلاؤں گی۔ لہذا اس علم کی قدردان خاتون نے ۴ میل دور ایک گاؤں میں بچے کو چوتھی جماعت میں داخل کروادیا۔ اب یہ معصوم بچہ چار میل کا سفر پیدل طے کر کے جاتا اور آتا اور پھر زمانہ کی ستم ظریفی کہ نہ کوئی پختہ سڑک اور نہ ہی کوئی سیدھا راستہ سکول جاتا تھا۔ بلکہ کھیتوں اور کھلیانوں میں سے نالیوں اور کھالیوں کو عبور کر کے چلچلاتی دھوپ میں جانا پڑتا تھا۔ پھر پرائمری سکول پاس کیا تو مزید دو میل دور ملکوال شہر میں جانا پڑا۔ مختصراً یہ کہ شدید مالی مشکلات اور نامساعد حالات کے باوجود بچے نے سیکنڈ ڈویژن میں میٹرک کر مارا۔ اس طرح رب کریم نے بچے کی ماں کی لاج رکھ لی۔ یہ ۱۹۵۸ء کی بات ہے۔

یہاں سے اللہ تعالیٰ کے افضال کا نزول ایک اور طرح سے شروع ہو جاتا ہے۔ وہ یوں کہ جب یہ لڑکا میٹرک کی تیاری کر رہا تھا تو اس کے چچا جن کی زمین کاشت کرنے کے لئے مختصر ساکنبہ وہاں لایا گیا تھا وہ ۵۵-۵۴ء میں احمدی ہو چکے تھے۔ انہوں نے جب اس بچے بلکہ اب لڑکے میں شعور اور رشد دیکھا تو اسے اپنا لٹریچر مطالعہ کے لئے مہیا کرنا شروع کر دیا۔ میٹرک پاس کر لینے کے بعد اس کے پاس وقت بھی تھا اور مطالعہ کا شعور اور ذوق بھی پیدا ہو چکا تھا لہذا آخرکار ۱۹۵۹ء میں اسے کتاب "دعوت الامیر" دی گئی۔ بس پھر کیا تھا حقیقت آشکار ہو گئی۔ پھر اس لڑکے نے اپنے ماحول میں اس امر کا چرچا شروع کر دیا۔ حلقۂ احباب میں بحث و تمحیص چل نکلی۔ ایک مہربان شیعہ دوست نے ازارہ ہمدردی بہت سمجھایا کہ تم ابھی چھوٹے ہو۔ سچ اور جھوٹ میں فرق نہیں کر سکتے۔ چچا سے کتابیں لے کر نہ پڑھا کرو۔ جب وہ زمین و آسمان کے قلابے ملا چکے تو لڑکے نے آہستگی سے کہا کہ انکل! سیدنا حضرت علیؓ کی عمر تو مجھ سے چھوٹی تھی۔ سچ اور جھوٹ کا فرق سمجھ میں آجانا عقل اور عمر پر منحصر نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل پر منحصر ہے۔ ابوجہل کتنی عمر کا تھا۔ دانا بھی کہلاتا تھا مگر سچ اور جھوٹ کا فرق نہ سمجھ سکا۔ اس پر وہ لاجواب ہو کر چپ کر گئے۔

بس "دعوت الامیر" کے مطالعہ کے بعد طے پایا کہ جلسہ سالانہ پر جا کر مزید تحقیق کی جائے لہذا ۱۹۶۰ء کے جلسہ سالانہ پر جو جنوری ۱۹۶۰ء میں ہوا یہ لڑکا بھی اپنے چچا کے ہمراہ آگیا۔ یہاں جب ہر امر گہری نظر سے ملاحظہ و مشاہدہ کیا تو بیعت کر لینے پر بے چین ہوا۔ تب چچا نے سمجھایا کہ دیکھو گھر جا کر امی اور بھائیوں سے مشورہ کرنا ورنہ مشکلات در آئیں گی۔ عرض کیا ہرگز نہیں۔ مَیں حقیقت اور سچائی کو سمجھ لینے کے بعد بزدلی کا مظاہرہ نہیں کر سکتا۔ ابھی بیعت کروں گا۔ میرا رب میری مدد فرمائے گا۔ وہ کبھی بھی مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ راجولی موچی بھی تو روٹی کھا رہا ہے (یہ نو احمدی مخلص جن کو گھر والوں نے نکال دیا تھا) مجھے بھی اللہ تعالیٰ روٹی دیتا رہے گا۔ اس پر اس کے چچا خوش ہوئے۔ اس طرح اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہ لڑکا ۲۴؍جنوری ۱۹۶۰ء کو احمدیت کی آغوش میں آگیا۔ یوں رب کریم نے دستگیری فرمائی اور نور ایمان نصیب فرمادیا۔ کوئی ہے جو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں، فضلوں اور شفقتوں کا اندازہ لگا سکے! ہرگز نہیں!!۔

احمدیت قبول کر لینے کے بعد جب یہ لڑکا گھر آیا تو والدہ محترمہ نے ہلکی سی مخالفت کی، ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ وہ چونکہ ان پڑھ تھیں مگر علم کی بڑی قدردان تھیں وہ چاہتی تھیں کہ میرے بیٹے دنیاوی علوم حاصل کر کے گھریلو آسودگی کا باعث بنیں۔ ایک وقت آیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی یہ خواہش بھی ہر لحاظ سے پوری فرمادی۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے جذبۂ محنت کی بڑی قدر فرمائی۔ اس کی قدرے تفصیل آگے آئے گی۔

جنوری ۱۹۶۰ء میں یہ لڑکا احمدی ہو گیا تو اسے یہ خواہش تڑپانے لگی کہ وہ مرکز سلسلہ میں آباد ہو لہذا اس نے فیصلہ کیا کہ وہ مدرس کا کورس کر کے مرکز میں بطور مدرس خدمت کرے۔ لہذا ۶۱-۶۰ء میں اسے گجرات شہر میں "جے وی" میں داخلہ مل گیا۔ کورس کی تکمیل کے بعد ستمبر ۱۹۶۱ء میں ربوہ میں ملازمت مل گئی۔ اس طرح وہ اپنی پیاری والدہ

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV

You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.

At the moment, we are running the following offers:

NOKIA 9600 £255+ — *Digital LNBs from £19+*
HUMAX CI £220+ — *Dishes from 35cm to 1.2m*

These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.

MAIL ORDER — EXPORT

Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com

+ All prices are exclusive of VAT

شترمہ اور دو توٹے بھائیوں کو گاؤں چھوڑ کر ربوہ منتقل ہو گیا۔ کتنے غور اور حمد کا مقام ہے کہ کس طرح رب کریم نے مسلسل نصرت اور رہنمائی فرمائی۔

اب اس فرمانبردار بیٹے نے اپنی پیاری بہادر ماں کی پہلے سے بڑھ کر عزت واحترام شروع کر دیا۔ اور ہر چند کوشش شروع کر دی کہ وہ بھی ربوہ آ جائیں مگر وہ نہ آنے پر بضد رہیں اور بیٹے کو پیار ومحبت سے سمجھاتیں کہ لوگ مجھے کہتے ہیں کہ بہن تیرا بیٹا کافر ہو گیا ہے۔ ربوہ ہرگز نہ جانا وغیرہ۔

ادھر چھوٹے بھائی نے بھی ۱۹۶۲ء میں میٹرک پاس کر لیا تو بڑے بھائی نے اسے ربوہ دیکھنے کے لئے بلایا۔ یہ چھوٹا بھائی امی جان سے اجازت لے کر ربوہ آ گیا۔ چھوٹے بھائی نے ربوہ کا پاکیزہ اور علم پرور روحانی ماحول دیکھا تو احمدیت قبول کرنے پر آمادہ ہو گیا۔ یہ اس کی صاف باطنی اور سعادت مندی تھی۔ بہرکیف پھر تو بڑا بھائی پھولے نہ سمایا۔ بڑے بھائی نے یہ پُرمسرت خبر والدہ کو بھجوائی تو والدہ محترمہ نے لکھا:

"میرے چھوٹے بیٹے کو فوراً واپس بھجوا دو۔ وگرنہ مَیں یہ سمجھ لوں گی کہ میری دو بیٹیاں تھیں جن کو دور دراز بیاہ دیا ہے"۔

تب دونوں فرمانبردار بیٹوں نے اپنی محبّ ماں کی خدمت میں حاضر ہو کر بڑے احترام سے حالات و واقعات بیان کر کے ربوہ آنے کی التجائیں کیں مگر وہ ربوہ آنے کو تیار نہ ہوئیں البتہ دونوں بیٹوں کو پیار ومحبت سے نواز کر ربوہ میں رہنے کی اجازت دے دی۔ بڑا بیٹا اپنی پیاری والدہ صاحبہ کو ربوہ لانے کے لئے بہت بے قرار رہا اور اُن کی شرح صدر کے لئے بزرگان سلسلہ سے دعائیں بھی کرواتا رہا۔

اس طرح دونوں بھائی ربوہ میں قیام پذیر ہو گئے۔ ایک دن بڑے بھائی نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ چاہتا تو مَیں تھا کہ زندگی وقف کروں مگر زندگی وقف کی ذمہ داریاں بہت ہیں۔ بڑی کٹھن منازل ہوتی ہیں۔ گھر میں تنگ دستی ہے، مزید تعلیم پر خرچ اور وقت نہ نکال سکا اس لئے ملازمت کرنا پڑی۔ مَیں چاہتا ہوں کہ تم زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں اعلیٰ تعلیم حاصل کرو۔ چونکہ وہ بڑا فرمانبردار اور سعادت مند بھائی تھا فوراً تسلیم کر لیا اور زندگی وقف کر کے جامعہ احمدیہ میں داخل ہو گیا۔ یہاں اس کے داخلہ کا ایک دلچسپ واقعہ بیان کے قابل ہے۔ جس ماحول میں یہ بچے پلے بڑھے ان کے گھرانہ میں قرآن کریم پڑھنا پڑھانا تو درکنار نماز تک پڑھنے کا رواج نہ تھا۔ واقف بھائی نے چونکہ قرآن کریم ناظرہ بھی نہ پڑھا تھا تب انٹرویو بورڈ نے جامعہ میں داخلہ دینے سے انکار کر دیا۔ اگلے روز بڑا بھائی محترم مولانا ابوالمنیر نورالحق صاحب مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوا جو بورڈ کے ایک مؤثر اور معزز ممبر تھے۔ عرض کیا گیا کہ مولانا "ہمارا قرآن تو ثریا پر جا چکا تھا کہاں سے پڑھتے، کون پڑھاتا۔ اب جب معلوم ہوا ہے کہ ایک مردِ فارس دوبارہ قرآن کریم کو ثریا سے واپس لے آیا ہے تو ہم اس مردِ فارس کے پاس حاضر ہو گئے ہیں کہ ہمیں قرآن کریم سکھائیں"۔ یہ بات ان کے دل کو لگی۔ انہوں نے داخل کر لینے کا وعدہ فرمایا۔ اس طرح بڑے بھائی کی حکمت عملی اور کوشش سے چھوٹے بھائی کو جامعہ احمدیہ میں داخلہ مل گیا۔ اللہ تعالیٰ کے احسانات کا اب نیا رنگ شروع ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا کرنا ایسا ہوا کہ قریباً تین برس بعد اس یتیم لڑکے کی شادی ربوہ کے ایک معزز علمی گھرانہ میں ہونا طے پائی۔ تب والدہ بیٹے کی شادی میں شمولیت فرمانے کے لئے ربوہ آنے پر آمادہ ہو گئیں۔ یہ تھی اولاد سے محبت اور ماں کی مامتا۔ اس طرح شادی سے چھ ماہ پہلے یہ بیٹا اپنی امی جان کو ربوہ لانے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ربِ رحیم کا بڑا احسان تھا جو ہوا۔ شادی سے پہلے رمضان کا مبارک مہینہ تھا۔ مسجد مبارک میں درس القرآن ہوتا تھا جس کی بڑی روح پرور کیفیت اور شان ہوتی تھی۔ سارا ربوہ اُمڈا آتا تھا۔ یہ بیٹا بھی والدہ صاحبہ کے ہمراہ لئے باقاعدہ شمولیت کرتا۔ یہ روح پرور اور وجد آفریں نظائر دیکھ کر والدہ بہت متاثر ہوئیں۔ پھر بیٹے نے اپنی شادی ارادۃً جلسہ سالانہ کے ایام میں رکھی تھی یعنی ۲۹ر دسمبر ۱۹۶۴ء۔ جلسہ پر جب انبوہ کثیر دیکھا تو ایک روز دریافت فرمایا بیٹا کیا یہ سارے لوگ احمدی ہیں۔ عرض کیا گیا جی امی جان یہ سارے احمدی ہیں مگر کچھ آپ کی طرح بھی ہیں جو جلسہ دیکھنے آئے ہیں۔ پھر بھی سارے پاکستان سے سارے احمدی تو نہیں آ سکتے، جو آئے ہیں ان سے زیادہ اور بھی ہیں۔ پہلے چونکہ دل میں صرف سنی سنائی باتیں تھیں اور چونکہ وہ صاف گو اور صاف دل تھیں فرمایا بیٹا پھر مَیں بھی احمدی ہوتی ہوں۔ دونوں بیٹوں کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ کتنا اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور بہت جلد جلد ہوا۔ پاک ہے وہ ذات جس کے قبضۂ قدرت میں ہے ہر شے۔ پس احمدی ہونے کے بعد ایک بار اور صرف ایک بار گاؤں گئیں۔ سامان اٹھا کے ربوہ لے آئیں۔ پھر زندگی بھر ربوہ سے جانے کا نام تک نہ لیا۔ باقاعدہ لجنہ کے اجلاسات میں شریک ہوتیں، نظام وصیت سے منسلک ہو گئیں اور پوری طرح عبادت گزار بن گئیں۔ یوں اللہ تعالیٰ نے اس کنبہ کو جھونپڑیوں سے اٹھا کر بین الاقوامی شہرت کے حامل علم وعرفان کے شہر میں لا بسایا۔

اب پھر اللہ جل شانہ کے فضلوں کے دریچے اور رنگ میں وا ہونے شروع ہوئے۔ وہ اس طرح کہ بڑے بھائی نے پرائیویٹ ایف اے، بی اے پھر بی ایڈ کے امتحانات پاس کر لئے اور ایم اے کا امتحان بھی دے مارا۔ ادھر واقف زندگی بھائی نے محنت شاقہ سے بروقت جامعہ احمدیہ سے "شاہد" کی عظیم ترین ڈگری حاصل کر لی۔ اور بطور مربی سلسلہ خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ میدان عمل میں ساتھ ساتھ ایم۔اے تک تعلیم حاصل کر لی۔ تیسرا اور منجھلا بھائی بھی والدہ صاحبہ کے ہمراہ احمدی ہو گیا اس وقت مرکزی ادارہ میں خدمت بجا لا رہا ہے۔ اپنا ذاتی مکان تعمیر کر لیا۔ بڑے بھائی کے ہاں جو اس کہانی کا مرکزی کردار ہے دو بیٹے اور تین بیٹیاں تولد ہوئیں۔ واقف زندگی بھائی کو گیمبیا خدمت دین کے لئے بھجوا دیا گیا۔ پھر نائیجیریا اور پھر ۱۹۸۹ء سے برطانیہ میں خدمت سلسلہ بجا لا رہا ہے۔ زمانے میں جہاں خوشیاں ملتی ہیں غم بھی ساتھ ساتھ چلتے ہیں۔ ہوا یوں کہ بڑے بھائی کی اہلیہ ۱۹۷۳ء میں پانچ کمسن بچوں کو چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کو پیاری ہو گئیں اور ان کے پانچ بچوں کی پرورش اور تعلیم وتربیت کی ذمہ داری ان کی ضعیف مگر باہمت اور جواں ہمت دادی اماں کے کندھوں پر آن پڑی۔ جسے انہوں نے نہایت صبر وتحمل اور حکمت ودانائی سے نبھایا۔ پہلے اپنے تین بچوں کو پالا پھر پوتوں پوتیوں کو۔ حقیقت یہ ہے اور زمانہ گواہ ہے کہ جس خلوص اور محنت سے پوتوں اور پوتیوں کو پڑھایا الفاظ بیان کرنے سے قاصر ہیں۔ ایسی محنت شاقہ کی کہ لاجواب۔ جاننے والے حیران ہوتے تھے کہ بچوں کو دادی اماں نے ماں کی محرومی کا احساس نہیں ہونے دیا۔ ان کی محنت اور قربانی کو رب کریم نے بڑا نوازا۔ دونوں پوتے اعلیٰ ڈاکٹر بن گئے۔ جب وہ اپنی اپنی جاب سے گھر آتے تو دادی اماں آگے پیچھے پھولی نہ سماتی۔ جب بڑا پوتا ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے یو۔کے گیا تو بے انداز دعاؤں سے بھجوایا اور ہر آن اداس رہنے لگیں۔ صد آفریں دادی اماں!۔ اسی طرح پوتیاں تینوں گریجوایٹ بن گئیں۔ بڑی بی اے بی ایڈ منجھلی بی اے اور چھوٹی جسے ماں دو برس کا چھوڑ کر گئی تھی ایم ایس سی۔ بڑی محنت سے ایک پوتے دو پوتیوں کی شادیاں کیں۔ پوتیوں کی اولاد سے بھی پیار بانٹا۔

ادھر واقف زندگی بیٹا جب پہلی بار گیمبیا گیا تو کچھ متردد سی ہوئیں مگر جوں جوں نظام سلسلہ اور منصب خلافت سے واقفیت ہوتی گئی بیٹے کی خدمت دین کو فضل الٰہی گرداننے لگیں اور فخر سے بیان فرماتی تھیں کہ میرا بیٹا خادم دین ہے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ایک دیہاتی یتیم بچے کو اس کی ان پڑھ مگر علم کی قدردان ماں کی قربانیوں اور جدوجہد کو کتنے فضلوں سے نوازا۔ بہت سے واقعات طوالت کی وجہ سے چھوڑنے پڑے۔ بتانا صرف یہ مقصود ہے کہ اگر انسان اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے اس کی توفیق اور مدد مانگتا رہے تو وہ انسان کو ایک غریب مسکین اور نادار انسان کو بھی نوازنے پر آئے تو وہ بے شمار افضال دے ڈالتا ہے۔ تاکہ اس کا بندہ شکر گزار بنے۔

یہاں یہ بھی عرض کئے دیتا ہوں کہ یہ باہمت خاتون اپنی قربانیوں اور محنتوں کے بے شمار پھل کھا کر ۲۱ر نومبر ۱۹۹۶ء کو ۸۳ برس کی عمر پا کر چند روز بیمار رہ کر اپنے مولائے حقیقی کے ہاں حاضر ہو گئیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ نے جس طرح آج تک دستگیری فرمائی، پردہ پوشی فرمائی، مزید اپنے فضلوں کا وارث بنائے، والدہ صاحبہ کے درجات بلند سے بلند کرتا چلا جائے۔ نسل در نسل احمدیت کی خدمت کی توفیق پانے والے بنائے۔ آمین

الفضل خود بھی پڑھئے اور اپنے زیر تبلیغ دوستوں کو بھی پڑھنے کے لئے دیجئے۔ یہ بھی دعوت الی اللہ کا ایک مفید ذریعہ ہے۔

(مینجر)

جرمنی کا پہلا انٹرنیشنل جلسہ سالانہ مبارک ہو

تیسرے ہزار سال اور نئی صدی کے پہلے انٹرنیشنل جلسہ سالانہ جرمنی کے بابرکت موقع پر

KMAS TRAVEL

کی انتظامیہ تمام مہمانوں کی خدمت میں خوش آمدید اور مبارکباد پیش کرتی ہے

عمرہ، حج، جلسہ سالانہ قادیان اور عید کے موقعہ پر پاکستان جانے کے لئے

ہماری خدمات حاصل کریں اور کسی بھی ائرلائن میں اپنی نشست ابھی سے محفوظ کرائیں

ہماری ترقی کا راز ______ آپ کا پرخلوص تعاون

رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود

KMAS Travel Darmstadt . Germany

Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394

Mobile: 0170-5534658

Microsoft Certified Professional IT Training Center

German Standard Institute Education Board:

Naser Peter-Chr.Lutzin (Electroninc Eng.)/ Dr.Hasan (Commerce)

Muhammad Sajjad M.Sc (Computer Sciences) MCSE MCDBA CCNA

Mansoor A. Khalid M.Sc (Physics) MCSE MCDBA Ramin Mirgoli MCSE .

Alina Schindler MCSE , Saba Ursula B.A (Commerc)

We are giving special concessions for Ahmadi students in our courses being conducted with collaboration of worldwide companies like Microsoft,Cisco,Oracle and Comptia etc. For the Groups of students between 6-10 students for the same course .

Please contact us at

Tel :0049-511-404375 Fax: 0049-511-4818735

E-mail: profi.it.train.center@t-online.deWebsite: www.profiittraining.de

Note: Inshallah We are soon going to get the licence of German Education Board as a authorized Technical Institute .Then We can take exam for IT Professionals of (IHK).

We are providing courses both in English and German.

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم و دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ خط و کتابت کیلئے ہمارا پتہ حسب ذیل ہے۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

حضرت چودھری محمد ظفراللہ خانصاحبؓ

حضرت چودھری ظفراللہ خانصاحبؓ کے چند منتخب واقعات (مرتبہ مکرم پروفیسر راجا نصراللہ خان صاحب) روزنامہ "الفضل" ربوہ ۹؍مارچ، ۱۹؍اپریل و ۲۴؍اپریل ۲۰۰۰ء کی زینت ہیں۔

مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب بیان کرتے ہیں کہ کراچی میں معززین شہر کی ایک مجلس میں حضرت چودھری صاحبؓ نے بیان فرمایا کہ جب مَیں نے وکالت شروع کی اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی عطا فرمائی تو بعض وکلاء اور دیگر معززین نے مجھے مشورہ دیا کہ آپ کے پاس استعداد موجود ہے کہ آپ بلند مقام حاصل کریں لیکن صرف ایک کمی ہے جو آپ کی ترقی میں روک بن سکتی ہے اور وہ ہے احمدیت، اگر آپ احمدی نہ ہوتے تو اعلیٰ مقام تک پہنچتے۔ مَیں نے کہا کہ اگر مجھ میں کوئی خوبی ہے تو وہ یہ ہے کہ مَیں احمدی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے اگر مجھے کوئی مقام دینا ہے تو اسی خوبی کے طفیل ہی ملے گا۔ آج دیکھیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے احمدیت کے طفیل اور اپنے بزرگ امام کی دعاؤں کے طفیل دنیا کے بلند ترین مقام سے نوازا یعنی انٹرنیشنل کورٹ آف جسٹس کا صدر جو کہ عدلیہ کا بلند ترین مقام ہے اور جنرل اسمبلی کا صدر جو کہ یواین او کا اعلیٰ ترین مقام ہے۔ یہ دونوں مقام اکٹھے آج تک کسی کو نہیں ملے۔ میری خواہش ہے اور مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی یہ دونوں مقام کسی احمدی کو ہی ملیں گے۔

مکرم چودھری برکت علی ننگلی صاحب بیان کرتے ہیں کہ ایک جلسہ سالانہ کے موقعہ پر سٹیج کے دروازے پر داخل ہوتے ہوئے مجھ سے کارکن نے ٹکٹ طلب کیا جو مَیں نے دکھادیا۔ لیکن حضرت چودھری صاحبؓ نے جو مجھ سے پیچھے تھے، نے اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ آپؓ ٹکٹ گھر پر بھول آئے ہیں۔ اس پر آپؓ آگے بڑھنے کی بجائے فوراً چند قدم پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوگئے اور کسی کو دوڑایا کہ جاکر ٹکٹ لے آئے۔ اور جب تک ٹکٹ نہ آگیا، آپؓ اندر داخل نہ ہوئے۔

اپریل ۱۹۴۷ء میں میری حضرت چودھری صاحبؓ سے بھوپال میں ملاقات ہوئی۔ آپ اُس وقت بھوپال، بہاولپور اور حیدر آباد کی آزادی کے بعد کے مسائل میں قانونی مشورہ دینے کیلئے نواب بھوپال کے آئینی مشیر کے طور پر وہاں تشریف لے گئے تھے۔ مَیں نے عرض کیا کہ آپؓ فیڈرل کورٹ کے جج بھی ہیں، ریاستوں کے آئینی مشیر بھی ہیں، دیگر مصروفیات بھی بے شمار ہیں، آپؓ یہ سارے کام اکیلے کس طرح کرلیتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں یہ سارے کام آرام سے کرتا ہوں اور کوئی ایک کام بھی متاثر نہیں ہوتا، یہی سوال مجھے لارڈ ولنگڈن نے بھی کیا تھا اور اُسے مَیں نے جواب دیا کہ تاکہ آپ کو بتایا جاسکے کہ ہندوستان کے لوگ مستقبل میں اپنے ملک کا کاروبار آسانی سے سنبھال سکتے ہیں۔

حضرت چودھری صاحبؓ کو اپنے والدین سے بہت محبت تھی۔ آپؓ نے اپنی کتاب میں اپنی والدہ کے یہ الفاظ نقل کئے ہیں: "جس آدمی کو ہم پسند کرتے ہیں اُس سے مہربانی کرنا کوئی نیکی نہیں ہے۔ نیکی یہ ہے کہ ہم اُن لوگوں سے مہربانی کا سلوک کریں جن کو ہم ناپسند کرتے ہیں"۔ اسی طرح وہ فرمایا کرتی تھیں: "دوستی وہ ہے جو ہمیشہ قائم رہے، وقتی دوستی، دوستی نہیں ہوتی"۔

مکرم میاں ابراہیم جمونی صاحب بیان کرتے ہیں کہ قیام پاکستان کے بعد جب ہمارا اسکول چنیوٹ میں جاری تھا تو وہاں کے ایک روایتی مخالف مولوی نے اپنے بیٹے کو کالج میں داخل کروانا چاہا لیکن غربت آڑے آئی تو اُس نے کئی وزراء، گورنر اور دیگر حکام کو رجسٹرڈ خطوط بھجوائے کہ وہ مدد کریں۔ لیکن کسی طرف سے مدد تو کجا، خط کی رسید بھی نہ آئی۔ ایک روز اُس نے حضرت چودھری صاحبؓ کی خدمت میں بھی خط بھیج دیا۔ جواباً آپؓ نے تین سو روپے کا چیک بھجوایا اور ماہانہ وظیفہ دینے کا وعدہ بھی کیا کہ جب تک اُس کا بیٹا زیرِ تعلیم رہے گا، یہ وظیفہ جاری رہے گا۔ چونکہ چیک امانت تحریک جدید ربوہ کا تھا اس لئے وہ مولوی اُسے کیش کروانے ربوہ آیا اور اس واقعہ کا کئی لوگوں سے ذکر کیا۔

محترم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کا بیان ہے کہ چودھری صاحب کی حاجتمندوں کے لئے فراخدلی قابل اعتراض حد تک پہنچی ہوئی تھی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد انہوں نے زندگی بھر کا اندوختہ رفاہی کاموں کے لئے وقف کردیا۔ مسجد فضل لندن سے ملحقہ فلیٹس اور محمود ہال تعمیر کروائے اور بقیہ قریباً پانچ لاکھ ڈالر سے ایک فاؤنڈیشن قائم کی جس سے ضرورت مندوں کو امداد ملتی ہے۔ اُن کی ہدایت پر سالانہ پنشن جو قریباً تیس ہزار ڈالر تھی، براہ راست اس فاؤنڈیشن میں جمع ہوجاتی تھی البتہ آپ اپنے ذاتی اخراجات کے لئے اس فاؤنڈیشن سے سات پاؤنڈ فی ہفتہ لیتے تھے اور سال میں ایک بار جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لئے پاکستان جانے کا اکانومی کلاس کا کرایہ بھی لیتے تھے۔ آپؓ نے ایک بار فرمایا: "مَیں جانتا ہوں کہ اللہ کی عنایت سے مَیں ایک اچھا ایڈووکیٹ ہوں لیکن ایک مقدمہ میں مَیں ہمیشہ ہار جاتا ہوں اور یہ وہ مقدمہ ہوتا ہے جس میں مَیں اپنی ذات کیلئے خود اپنی وکالت کی کوشش کرتا ہوں"۔

ریٹائرڈ ایئرمارشل ظفر چودھری صاحب کا بیان ہے کہ مسٹر گیسٹیٹنر (سٹیشنری بنانے والی) ایک مشہور فرم کے مالک تھے۔ انہوں نے ایک بار حضرت چودھری صاحبؓ کو اپنے گھر آنے کی دعوت دی۔ مَیں بھی ساتھ تھا۔ میزبان نے ہمیں مطالعہ کے کمرے میں بٹھایا۔ حضرت چودھری صاحب نے یہودیت کی مختلف تحریکوں کے بارہ میں کتاب کو باری باری کھولنا شروع کیا۔ کتاب کے آخر میں اشاریہ دیکھتے، اپنا نام "ظفراللہ" تلاش کرتے، کتاب کا وہ صفحہ نکالتے اور وہ حصہ مجھے پڑھاتے۔ آپؓ نے مجھے یہودیوں کے چوٹی کے لیڈروں کی کئی کتابیں دکھائیں۔ اکثر کا مضمون یہ تھا کہ اگر کوئی ہمارا دشمن ایسا ہے جس سے ہمیں ڈرنا چاہئے تو وہ ظفراللہ ہے۔ ساتھ ہی آپؓ کی لیاقت اور قابلیت کی تعریف بھی کی گئی ہوتی۔

مکرم بشیر احمد رفیق صاحب لکھتے ہیں کہ قائد اعظم کی اس بات پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ "ظفراللہ خان کا دماغ خداوند کا زبردست انعام ہے" (ہفت روزہ "مسلم آواز" کراچی جون ۱۹۵۲ء)۔ حضرت چودھری صاحبؓ کو اپنے حلقۂ احباب میں سینکڑوں یا ہزاروں ٹیلیفون نمبر یاد تھے اور کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپؓ نے کسی جاننے والے کا ٹیلی فون نمبر کسی دوسرے سے پوچھا ہو۔

ایک سفر کے دوران حضرت چودھری صاحبؓ نے فارسی اور اردو کے اشعار سنانے شروع کئے اور عالم یہ تھا کہ ایک کے بعد دوسرا شعر روانی سے ادا ہورہا تھا۔ اس حد تک تو شاید لوگ کسی ہمسری کا دعویٰ کرسکیں لیکن حیران کن بات یہ ہے کہ آپؓ نے فرمایا کہ اگر ہم جس راستہ سے آئے ہیں، اسی راستہ سے واپس جائیں تو مَیں آپ کو یہ بھی بتاسکتا ہوں کہ مَیں نے کس جگہ اور کس موڑ پر آپ کو کونسا شعر سنایا تھا۔

جب آپؓ کی سوانح عمری کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو آپؓ نے مجھے ایک نسخہ دیکر میری رائے پوچھی۔ میری کیا بساط تھی کہ رائے دیتا تاہم عرض کیا کہ آپؓ نے یہ سارے واقعات جن میں سے بعض ساٹھ ستر سال پرانے ہیں، صرف یادداشت کے سہارے لکھے ہیں، ان میں جابجا معین تاریخیں، سن اور وقت بھی لکھا ہے۔ اگر کسی طرح پڑتال ہوجائے تو بہتر ہے۔ آپؓ نے فرمایا: نہیں! اس کی کوئی ضرورت نہیں، مجھے اپنی یادداشت پر پورا اعتماد ہے۔ مَیں نے اصرار کیا تو فرمایا کہ اچھا ایک دو واقعات بطور ٹیسٹ نکالیں اور اُن کی پڑتال کریں۔ مَیں نے ایک مشہور شخص سے آپؓ کی ملاقات کے حصہ کو اس مقصد کے لئے چنا کیونکہ آپؓ نے یہ بھی لکھا تھا کہ اُس وقت بوندا باندی ہورہی تھی۔ مَیں نے بڑی کوشش کرکے سالہاسال پرانے اخبارات کے فائل نکلوائے اور دیکھا تو حضرت چودھری صاحب کی ملاقات کی خبر بھی اخبار میں آئی تھی اور موسم کی خبر سے بوندا باندی کی تصدیق بھی ہوگئی۔

حضرت چودھری صاحبؓ نے بیان فرمایا کہ گول میز کانفرنسوں کے دنوں میں دوپہر کے کھانے کیلئے بڑا مختصر سا وقت ملتا اور ہندوستانی وفد کے ارکان اکثر دیر سے واپس آتے۔ ایک دن علامہ اقبال نے مجھ سے پوچھا کہ آپ بھی کھانا ہوٹل سے کھاتے ہیں اور ہم بھی، پھر آپ کس طرح بروقت کانفرنس ہال میں پہنچ جاتے ہیں۔ مَیں نے کہا کل میرے ساتھ چلے چلیں۔ چنانچہ اگلے دن وفد کے ارکان کو لے کر مَیں قریبی سیلف سروس ریستوران میں پہنچا اور وہاں قطار میں کھڑے ہوکر کھانا حاصل کیا اور سب ممبران وقت پر کانفرنس ہال میں پہنچ گئے۔ اگلے روز جب میں نے وفد کے ارکان کو اپنے ساتھ چلنے کو کہا تو اکثر نے کہا کہ ہم سے قطار میں کھڑے ہوکر کھانا نہیں حاصل کیا جاتا۔ مَیں نے کہا: ٹھیک ہے، پھر آپ کو وقت پر آنا بھی ممکن نہ ہوگا۔

ایک دفعہ فرمانے لگے کہ صوفیاء نے جو لکھا ہے کہ "روحانیت کے لئے کم کھانا، کم سونا اور کم بولنا ضروری ہے تو مَیں کم کھانے اور کم سونے پر تو عمل کرتا ہوں البتہ کم بولنے پر ابھی عمل نہیں کرسکا"۔ نیز فرمایا کرتے کہ جب چالیس سال کی عمر میں مجھے ذیابیطس کی تکلیف شروع ہوئی تو مَیں سوچا کرتا تھا کہ اگر میری عمر ساٹھ سال بھی ہوگئی تو بہت ہوگی۔ اب جب اللہ تعالیٰ نے عمر میں اضافہ فرمادیا ہے تو یہ مہلت اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری میں بسر کرنا چاہتا ہوں۔ چنانچہ آپ اسّی پچاسی سال کی عمر میں بھی روزانہ اٹھارہ اٹھارہ گھنٹے میز پر بیٹھ کر تصنیف کے کام میں مشغول رہتے تھے۔

محترم حافظ قدرت اللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت چودھری صاحب کو پابندی وقت کا بہت احساس تھا۔ ایک دفعہ فرمایا کہ زندگی میں میرا سیر کا وقت بھی بالکل معین ہوا کرتا تھا۔ اس حد تک کہ لوگ مجھے دیکھ کر بعض دفعہ اپنی گھڑیاں درست کرلیا کرتے تھے۔

مکرم عبدالمالک صاحب آف لاہور کا بیان ہے کہ مَیں نے ایک بار حضرت چودھری صاحبؓ سے پوچھا کہ انسان ترقی کس طرح کرسکتا ہے؟ فرمایا کہ اکثر انسان اس لئے ترقی نہیں کرتے کہ فلاں کام کیا تو لوگ کیا کہیں گے۔ لیکن اگر وہ ہر کام کرنے سے قبل سوچ لیں کہ اس کام سے خدا تعالیٰ راضی ہوتا ہے تو پھر دنیا کی بالکل پرواہ نہ کریں۔

مکرم چودھری حمید نصراللہ صاحب کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ جب آپؓ قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کو دہرارہے تھے تو آپؓ کے ساتھ بعض نوجوان اور آپؓ سے کم عمر دوست صبح سے شام تک کام کیا کرتے تھے۔ لیکن شام کو آپؓ تو ویسے ہی نظر آتے جبکہ دوسرے اکثر شدید تھکے ہوئے ہوتے۔ پھر بعض اوقات آپؓ کی مغرب کے بعد بھی کوئی مصروفیت ہوتی جس میں پوری طرح چاق و چوبند ہوکر حصہ لیتے تھے۔ ایک مرتبہ خاکسار نے دریافت کیا کہ آپؓ اس قدر مشقت کس طرح برداشت کرلیتے ہیں۔ آپؓ نے فرمایا کہ مَیں نے

اپنے جسم کو کبھی اجازت نہیں دی کہ میرے حکم کی نافرمانی کرے۔

حضرت چودھری صاحبؓ کے بھتیجے مکرم محمود نصراللہ صاحب کا بیان ہے کہ جب باباجی دفتری کام کرتے کرتے تھک جاتے تو فیصلہ کرتے کہ وہ پندرہ منٹ کیلئے سو جائیں۔ آپؓ کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی سو جاتے اور ٹھیک پندرہ منٹ بعد جاگ جاتے۔

جب آپؓ فیڈرل کورٹ کے جج تھے تو تھوڑی دیر کے لئے ہاتھ پر ٹھوڑی رکھ کر آنکھیں بند کرلیتے۔ ایک دفعہ ایک وکیل نے یہ دیکھ کر کہا کہ جج صاحب تو سو رہے ہیں، مَیں بحث کس کو سنا رہا ہوں۔ اس پر آپؓ نے سر اٹھایا اور وکیل صاحب کو مخاطب کرکے اُن کے بیان کردہ سارے پوائنٹس ترتیب سے دہرا دیئے۔ اس پر وکیل صاحب نے معذرت چاہی۔

آپؓ فرمایا کرتے کہ مَیں کبھی اس بارہ میں سوچتا بھی نہیں کہ موت کوئی ڈرنے والی چیز ہے۔

محترم چودھری حمید نصراللہ صاحب بیان کرتے ہیں کہ آپؓ نے اپنی وفات سے چار پانچ روز پہلے اپنی بیٹی کو قریب بلاکر فرمایا کہ ”بیٹی تم نے اپنی پوری کوشش کرلی“۔ امۃالحئی بولیں: ”جی ابا! آپؓ کی حالت تو خراب ہورہی ہے“۔ فرمایا: ”تو پھر اب کیا کرنا چاہئے“۔ عرض کیا: ”اللہ تعالیٰ کے حضور آپ بھی دعا کریں، مَیں بھی کرتی ہوں“۔ فرمایا ”دیکھو تمہارے بالوں کی ایک لٹ بھی بکھری ہوئی نہ ہو، تم جیسا لباس پہنتی ہو اگر اس سے بہتر نہیں تو ویسا ضرور پہننا، تمہاری آنکھوں سے آنسو گرتا کوئی نہ دیکھے کہ جب ہم کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہیں تو اس کا اظہار بھی کرنا چاہئے“۔...... مجھے یہی علم ہے کہ اکیلے میں ہی اُن کے آنسو نکلے، ہاں یہ علم ہے کہ بہت نکلے۔

......❀......❀......❀

جابر بن حیان

دنیا کے پہلے کیمیادان جابر بن حیان کی کنیت ابوعبداللہ اور ابوموسیٰ تھی۔ آپ کے والد کوفہ میں دواسازی کا کام کرتے تھے اور ازد قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپ ۷۳۷ء میں ایران میں مشہد کے قریب طوس کے مقام پر پیدا ہوئے جہاں آپکے والد آئے ہوئے تھے اور اُنہیں گرفتار کرکے مار دیا گیا تھا۔ آپکی والدہ آپکو اپنے ہمراہ لے کر واپس اپنے قبیلہ میں چلی گئیں جہاں جابر نے ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

جابر کی سائنسی زندگی کا آغاز اُس وقت ہوا جب آپ مدینہ سے کوفہ پہنچے اور یہاں ایک تجربہ گاہ قائم کی۔ وہ علم کی بجائے تجربہ کو کیمیادان کی عظمت گردانتے تھے۔ انہوں نے کئی قسم کے تیزاب بنائے، عمل کشید اور فلٹر کا طریقہ بھی اُن کی ایجاد ہیں، تین قسم کے نمکیات دریافت کرنے کے علاوہ قلمیں بنانے کا طریقہ ایجاد کیا۔ فولاد بنانے، لوہے کو زنگ سے بچانے، لوہے پر وارنش کرنے، موم جامہ بنانے، چمڑہ رنگنے کے طریقے ایجاد کئے اور بالوں کیلئے خضاب بھی تیار کیا۔ انہوں نے فلسفہ، کیمیا اور طب وغیرہ پر سینکڑوں کتب تحریر کیں۔

جابر بن حیان ۸۰۳ء میں کوفہ چلے گئے اور ۸۱۳ء میں وہیں وفات پائی۔

......❀......❀......❀

ماہنامہ ”مصباح“ اپریل ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت محترمہ صاحبزادی امۃالقدوس بیگم کے طویل منظوم کلام سے دو بند ہدیۂ قارئین ہیں:-

نہ مال و دولتِ جہان بے شمار چاہئے
کہ دل کا چین اور ذہن کا نکھار چاہئے
تری رضا ہی چاہئے، ترا ہی پیار چاہئے
مجھے سکون چاہئے، مجھے قرار چاہئے

ہے التجا مجھے تُو پُرسکون سی حیات دے
ہراِک طرح قیدِ فکر سے ہمیں نجات دے
تجھے تو لفظِ کُن ہی میرے کردگار چاہئے
مجھے سکون چاہئے، مجھے قرار چاہئے

......❀......❀......❀

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

روزنامہ ”الفضل“ ربوہ ۳؍اپریل ۲۰۰۰ء میں مکرم مسعود احمد خان دہلوی صاحب حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری کی عالی ظرفی کے آئینہ دار ایک مناظرہ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ اپنے مخصوص اوصاف کا سامعین پر نہایت نیک اثر چھوڑنے میں حضرت مولوی صاحب کو یدطولیٰ حاصل تھا۔ آپ کی کوشش ہوتی کہ مدمقابل ہی لاجواب نہ ہو بلکہ سامعین، اسلام کے حق میں نیک اثر قبول کرلیں۔ گزشتہ صدی عیسوی کی تیسری دہائی کے اواخر میں آریہ سماج دہلی کا سالانہ اجتماع دیوان ہال میں منعقد ہوا جس میں انہوں نے جملہ مذاہب کو مناظرے کا چیلنج دیا۔ جماعت احمدیہ دہلی کی درخواست پر مرکز سے حضرت مولوی صاحب اور محترم مہاشہ محمد عمر صاحب کو بھجوادیا گیا۔ آریوں کی طرف سے مہاشہ راجپندر دہلوی کے علاوہ پیامی نام کے ایک پنجابی مناظرہ کر رہے تھے۔ مہاشہ راجپندر کو قرآنی آیات ازبر تھیں اور اُن کا عقلی استدلال بھی بہت پختہ ہوتا تھا اس لئے بسا اوقات وہ مجمع پر چھا جاتے تھے لیکن پیامی نامی آریہ کا انداز تمسخرانہ تھا اور وہ مدمقابل کو لایعنی باتوں میں الجھانے کا ماہر تھا۔

احمدیوں کے ساتھ مناظرہ تیسرے دن ہونا تھا۔ اُس روز سارا ہال مردوں سے اور ایک مخصوص حصہ عورتوں سے بھرا ہوا تھا۔ پیامی نامی دریدہ دہن کو آریوں نے مناظر مقرر کیا اور اُس نے حضرت مولوی صاحب کو لایعنی باتوں میں الجھانے کی کوشش کی لیکن آپ نے اُس پر ایسے تابڑتوڑ حملے کئے کہ وہ بوکھلا اٹھا اور بعض کتابوں کی عبارتیں پڑھ کر ایسی متبذل باتوں پر اتر آیا کہ جن کا بیان قطعاً مناسب نہ تھا۔ حضرت مولانا نے کمال متانت اور وقار سے اپنے دلائل جاری رکھے اور پیامی جی کی لچر باتوں کا ایک کتاب لہراتے ہوئے صرف اتنا جواب دیا کہ ”آریہ صاحبان کی یہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔ مَیں اگر جواب دینا چاہوں تو مَیں اس میں سے بہت ہی لچر قسم کی ایسی باتیں پڑھ کر سنا سکتا ہوں کہ جنہیں سن کر آریہ صاحبوں کے ہوش اُڑ جائیں گے۔ لیکن وہ خاطر جمع رکھیں، مَیں ایسا نہیں کروں گا۔ ظاہر ہے پیامی جی کو اپنی ماؤں بہنوں کی بھی کوئی شرم نہیں ہے ورنہ وہ ایسی باتیں یہاں بیان کرکے بے حیائی کا مظاہرہ نہ کرتے“۔ پھر آپ نے ہال کے ایک طرف بیٹھی ہوئی عورتوں کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا: ”یہ میری بھی مائیں بہنیں ہیں اور ان کا میرے دل میں بڑا احترام ہے۔ لہٰذا مَیں ایسی کوئی غیرشائستہ بات زبان پر نہیں لاؤں گا اور نہ مَیں کبھی ایسی باتیں زبان پر لا سکتا ہوں جن کا زبان پر لانا شرعاً اور اخلاقاً سراسر نامناسب اور ناجائز ہے۔“

حضرت مولوی صاحب کے اس اعلان سے آریہ شرفاء کی زبانوں پر بے ساختہ تحسین کے کلمات آئے بغیر نہ رہے اور آریوں کے صدر مہاشہ راجپندر نے اپنے مناظر کی غیرشائستہ حرکت پر حاضرین سے معافی مانگی اور اپنے مناظر کو کہا کہ آئندہ کوئی غیرشائستہ بات وہ زبان پر نہ لائیں ورنہ وہ مناظرہ ختم کرنے کا اعلان کردیں گے۔ اس کے ساتھ ہی آریہ مناظر کی جم کر مناظرہ کرنے کی سکت باقی نہ رہی اور حضرت مولانا آخر تک مناظرے پر چھائے رہے۔ مناظرہ کے اختتام پر مسلمان اللہ اکبر کے نعرے لگاتے ہوئے دیوان ہال سے باہر آئے اور مولانا کے پیچھے جلوس کی شکل میں چلنے لگے۔ وہ باہم باتیں کرتے ہوئے آپؓ کے علم کی وسعت، خطابت کے منفرد انداز اور قوت استدلال کی تعریف کرتے جارہے تھے کہ ایک مولوی صاحب کہنے لگے ”بے شک مولوی اللہ دتہ (یعنی حضرت مولوی ابوالعطاء صاحب) بہت بڑے عالم اور منجھے ہوئے مناظر ہیں لیکن قادیانیوں کا سب سے بڑا عالم مولوی راجیکی ہے، عربی دانی میں ہندوستان بھر میں کوئی عالم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتا“۔

......❀......❀......❀

محترم مولانا عبدالرحیم صاحب شہید

محترم مولانا عبدالرحیم صاحب نواحمدی (فاضل دیوبند) کو ۱۵؍اپریل ۲۰۰۰ء کو لدھیانہ میں واقع جامع مسجد فیلڈ گنج میں مخالفین نے نہایت سفاکی سے مار مار کر شہید کردیا۔ آپ چھوٹا کدمہ ضلع گنج بہار کے رہنے والے تھے اور عبدالبصیر صاحب کے بیٹے تھے۔ آپ نے ۱۹۸۰ء میں الہ آباد بورڈ سے عربی ادب میں فضیلت کی سند حاصل کی، پھر دارالعلوم مئو سے دَور حدیث مکمل کیا اور دارالعلوم دیوبند سے سند فضیلت حاصل کی۔ اس کے بعد بنگال کے مختلف مدارس میں بطور مدرس کام کرتے رہے۔ ۱۹۹۰ء سے ۱۹۹۵ء تک ہیڈماسٹر اور شیخ الحدیث کے عہدہ پر فائز رہے۔ پھر جماعت اسلامی کے ادارہ اشاعت اسلام مالیرکوٹلہ پنجاب کی طرف سے صوبہ پنجاب، ہماچل اور ہریانہ کے انچارج منتخب ہوئے اور اس عہدہ پر تقریباً دو سال کام کیا۔ اس دوران احمدیت کی شدید مخالفت کی اور احمدی مربیان سے مباحثے بھی کئے۔ جون ۱۹۹۸ء میں پہلی بار تحقیق حق کے لئے قادیان تشریف لائے اور کچھ لٹریچر ہمراہ لے گئے۔ نومبر ۱۹۹۸ء میں دوبارہ آئے اور بیعت کی سعادت حاصل کرلی۔ اسی سال جلسہ سالانہ قادیان کے موقع پر حضور انور ایدہ اللہ نے اپنی تقریر میں آپ کا ذکر بھی فرمایا۔

بیعت کرنے کے بعد آپ نے اپنی زندگی خدمت اسلام کے لئے وقف کردی۔ آپ کو پنجاب وہماچل کے نگران اور تربیتی امور کا کام سپرد کیا گیا۔ آپ کے ذریعہ ڈیڑھ سال کے مختصر عرصہ میں ہزاروں افراد کو قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ آپ آخری دن تک دعوت الی اللہ میں مصروف رہے۔ آپ عارضی طور پر مدرسۃالمعلمین قادیان میں بطور معلم بھی خدمت بجالارہے تھے۔ آپ ادب عربی اور بالخصوص حدیث پر عبور رکھتے تھے اور پائے کے عالم تھے۔ نہایت منکسرالمزاج، کم گو، نرم طبیعت اور صابروشاکر تھے۔ نماز، روزہ اور تہجد کے سختی سے پابند تھے۔ قبول احمدیت کے بعد آپ کے اہل و عیال نے آپ سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔

آپ کی شہادت کے المناک واقعہ کی تفصیل یوں ہے کہ لدھیانہ کے ایک معلم مکرم نصرالحق صاحب چند دنوں سے لاپتہ تھے۔ مکرم عبدالرحیم صاحب چند دیگر احمدیوں کے ساتھ اُنہیں ڈھونڈنے کے لئے روانہ ہوئے۔ دو احمدیوں کو احراریوں کی مسجد فیلڈ گنج بھیجا گیا تاکہ نصرالحق صاحب کے کسی دوست سے اُن کے بارہ میں معلوم کیا جائے جو اُس مسجد میں رہتے تھے۔ لیکن مخالفین نے ان دونوں احمدیوں کو پکڑ کر ایک کمرہ میں بند کرکے رسیوں سے باندھ کر بے رحمی سے مارا۔ کافی دیر تک جب یہ احباب واپس نہ آئے تو دو دیگر احمدی اس مسجد میں گئے لیکن اُن کے ساتھ بھی یہی سلوک کیا گیا۔ بلکہ اُن احمدیوں کے بتانے پر کہ ہمارے چار ساتھی باہر ہمارا انتظار کر رہے ہیں، مخالفین اسلحہ کی نوک پر باقی احمدیوں کو بھی مسجد میں لے آئے اور انہیں بھی پیٹنا شروع کیا۔ مکرم مولانا عبدالرحیم صاحب بھی انہی احمدیوں میں شامل تھے۔ آپ کے ماتھے پر ایک بدبخت نے زوردار ڈنڈا مارا جس سے آپ بیہوش ہوگئے۔ اسی اثناء میں ایک احمدی کسی طرح وہاں سے بھاگ جانے میں کامیاب ہوگئے۔ انہوں نے پولیس کو اطلاع کی تو پولیس نے موقع پر پہنچ کر مخالفین کے قبضہ سے احمدیوں کو نجات دلائی۔ عبدالرحیم صاحب کو ہسپتال میں داخل کرایا گیا جہاں وہ زخموں کی تاب نہ لاکر ۱۵؍اپریل ۲۰۰۰ء کو شہید ہوگئے۔ اگلے روز قادیان میں اُن کی نماز جنازہ ادا کی گئی اور تدفین عمل میں آئی۔

آپ کے حالات روزنامہ ”الفضل“ ۸؍جولائی ۲۰۰۰ء میں شائع ہوئے ہیں۔

......❀......❀......❀

اعزازات

☆ عزیزم شمیم احمد شاد صاحب آف ربوہ نے انڈر۔۱۶ بین الصوبائی تیراکی کے مقابلہ ۱۰۰؍میٹر بیک سڑوک میں دوسری پوزیشن حاصل کی ہے۔

☆ عزیزہ حامدہ امجد آف اسلام آباد، پاکستان کے سارے PAF (سکولز/کالجز) کے چیف آف ایئر سٹاف مقابلے کے امتحان میں دوم آئی ہیں۔

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
06/08/2001 – 05/08/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344

Monday 6th August 2001

- 00.00 Tilawat, Dars Malfoozat, News
- 00.45 Children's Corner: Class with Huzoor Class No.141, Rec:13.03.99 First Part
- 01.20 Children's Programme: Children's Workshop – Prog. No.6
- 01.50 MTA USA:
- 02.50 Ruhani Khazaine 19th Programme of Volume 3 of Izala Oham Organised by Jama'at Ahmadiyyat Rabwah
- 03.30 Rencontre avec les Francophones Rec: 23.07.01
- 04.30 Learning Chinese Lesson No. 226, Presented by - Usman Chou Sahib
- 05.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.366 Rec.11.12.98
- 06.00 Tilawat, News, Dars Malfoozat
- 06.40 Documentry
- 07.00 Interview: of Saqib Zervi Sb – Part 6
- 07.55 Ruhani Khazaine: ®
- 08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.366 ®
- 09.55 Indonesian Service: Friday Sermon With Indonesian Translation
- 11.00 Children's Corner: Class with Hazoor No. 141 ®
- 11.30 Learning Chinese: Lesson No.226 ®
- 12.00 Tilawat, News
- 12.40 Bangali Service: Various Items
- 13.40 Rencontre Avec Les Francophones Rec: 23.07.01 ®
- 15.00 MTA USA ®
- 16.00 Children's Corner: Class with Hazoor Class No.141. Rec.13.03.99 – Final Part
- 16.30 Learning Chinese: Lesson No.226 ®
- 17.00 German Service:
- 18.05 Tilawat
- 18.10 Rencontre Avec Les Francophones ®
- 19.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.366 ®
- 20.15 Turkish Programme
- 20.45 Majlis e Irfan With Urdu Speaking Friends
- 21.45 Rohani Khazaine: Quiz Programme ®
- 22.25 MTA USA: ®
- 23.30 Learning Chinese: Lesson No.226 ®

Tuesday 7th August 2001

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 01.00 Children's Corner: Guldasta No. 52 Produced by MTA Pakistan
- 01.40 Children's Corner: Yassarnal Quran Class Lesson No.6
- 02.00 Tarjumatul Quran Class: Lesson No.201 Rec: 08.07.97
- 03.05 Medical Matters: ' Taking Care of your Nails' Host: Dr. Sultan Ahmad Mubasher Sahib Guest: Dr. Abdul Rafiq Sami
- 03.30 Mulaqat With Bengali Friends Rec:31.07.01
- 04.30 Learning Languages: Le Francais C'est Facile Lesson No.10
- 04.55 Urdu Class: Lesson No.236 Rec.20-12-96
- 06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
- 07.00 Pushto Programme: Friday Sermon Rec: 28.07.00
- 08.00 Medical Matters: 'Taking Care of your Nails' ®
- 08.25 Documentary: A visit to Bahrain, Pakistan. Commentator: Saleemuddin Sb. Production of MTA Pakistan
- 08.50 Urdu Class: Lesson No.236 ®
- 09.55 Indonesian Service: Various Programmes
- 10.50 Children's Corner: Guldasta No.52 ®
- 11.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No.10 ®
- 12.05 Tilawat, News
- 12.30 Bengali Service: Various Items
- 13.30 Bengali Mulaqat: With Huzoor ® Rec:31.07.01
- 14.30 Documentary: A visit to Bahrain, Pakistan. ®
- 15.00 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.201 ®
- 16.00 Children's Corner: Guldasta No.52 ® Produced by MTA Pakistan
- 16.45 Children's Corner: Yassarnal Quran No.5
- 17.00 German Service: Various Items
- 18.05 Tilawat
- 18.15 French Programme: Learning French ® Lesson No.10
- 19.15 Urdu Class: Lesson No.232®
- 20.20 MTA Norway: Book reading No. 7 Presented by Noor Ahmad Truls Bolstad Sahib
- 20.30 Bengali Mulaqat: With Huzoor ®
- 21.35 Medical Matters: 'Care of your nails' ®
- 22.00 Tarjamatul Quran Class: Lesson No.201 ®
- 23.05 Documentary: A visit to Bahrain, Pakistan ®
- 23.30 Le Francais C'est Facile: Lesson No. 10 ®

Wednesday 8th August 2001

- 00.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
- 00.55 Children's Corner: Hikayatee Shereen Produced by MTA Pakistan
- 01.20 Children's Corner: Waqfeen e Nau Items
- 02.00 MTA USA: Messiah 2000 Conference
- 03.00 MTA Lifestyle: Perahan Sewing Lesson No.6
- 03.25 MTA Lifestyle: Al Maidah
- 03.45 Mulaqat: With Huzoor & Atfal Rec:23.02.00
- 04.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq Lesson No.58 Hosted by Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
- 05.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.367 Rec:12.02.98
- 06.05 Tilawat, News, History of Ahmadiyyat
- 07.00 Swahili Programme: Muzakhrah Hosted by Abdul Basit Shahid Sahib
- 08.00 MTA Lifestyle: Perahan – Sewing Lesson No.6
- 08.20 MTA Lifestyle: Al Maida 'Kebabs'
- 08.40 Interview: 'Roshni Ka Safar'
- 09.05 Liqaa Ma'al Arab: Session No.367 ®
- 10.05 Indonesian Service : Various Items
- 11.00 Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
- 11.30 Urdu Asbaaq: Lesson No.58
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Bengali Service: Various Items
- 13.40 Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec.23.02.00 ®
- 14.30 Interview: 'Roshni Ka Safar'
- 15.00 From MTA USA: Messiah 2000 Conference®
- 16.00 Children's Corner: Waqfeen e Nau ®
- 16.30 Learning Languages: Urdu Asbaaq No.58 ®
- 16.55 German Service:
- 18.05 Tilawat
- 18.10 French Programme: Mulaqat No.12
- 19.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.367 Rec.12.02.98
- 20.30 Mulaqat: Hadhrat Khalifatul Masih IV With Atfal Rec.23.02.00 ®
- 21.30 Interview: 'Roshni Ka Safar'
- 21.55 MTA USA: Messiah 2000 Conference
- 23.00 MTA Lifestyle: Perahan, Sewing Les. No.6 ®
- 23.30 Urdu Asbaaq No.58 ®

Thursday 9th August 2001

- 00.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
- 00.55 Children's Corner: Guldasta No.53 Produced by MTA Pakistan
- 01.35 Hunar: 'Candle Making' production of Lajna Karachi, Pakistan
- 01.50 Homeopathy Class: Lesson No.38 By Hadhrat Khalifatul Masih IV Rec: 20.09.94
- 02.55 Quiz: History of Ahmadiyyat, No.96 Hosted by Faheem Ahmad Khadim Sahib
- 03.20 Q/A Session: With Nasirat Rec: 02.11.96
- 04.30 Learning Languages: Learning Chinese Lesson No.6 / Hosted by Usman Chou Sahib
- 05.00 Urdu Class: Lesson No.237 / Rec: 21.12.96
- 06.05 Tilawat, News, Dars Malfoozat
- 07.00 Sindhi Prog.: Quiz Seerat un Nabi (saw)
- 07.15 Sindhi Prog.: Dars ul Hadith 'Obedience'.
- 07.30 Hunar: 'Candle Making'
- 08.00 Quiz: History of Ahmadiyyat, No.96
- 08.25 Speech: By Mau. Sultan M.Anwar Sb.
- 08.50 Urdu Class: Lesson No.237, Rec: 21.12.96 ®
- 09.55 Indonesian Service: Various Items
- 10.55 Children's Corner: Guldasta No.53
- 11.25 Learning Chinese: Lesson No.6 ®
- 12.05 Tilawat, News
- 12.30 Bengali Service: Friday Sermon, Rec:08.09.95
- 13.35 Q/A Session: With Nasirat, Rec.02.11.96 'Occasion of Nasirat Ijtema'®
- 14.55 Homeopathy Class: Lesson No.38, Rec.20.09.94
- 15.55 Children's Corner: Guldasta No.53 Produced By MTA Pakistan ®
- 16.25 Learning Chinese: Lesson No.6 ®
- 16.55 German Service:
- 18.05 Tilawat
- 18.15 French Programme:
- 19.15 Urdu Class: Lesson No.237 ®
- 20.20 Q/A Session: Nasirat – Rec.02.11.96 ®
- 21.30 Speech: Mau.S.M.Anwar Sb.®
- 22.00 Homeopathy Class: Lesson No.38 ®
- 23.00 Quiz: History of Ahmadiyyat, No.96 ®
- 23.25 Learning Chinese: Lesson No.6 ®

Friday 10th August 2001

- 00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
- 01.00 Children's Corner: from Canada, Class No.61, With Naseem Mehdi Sb
- 02.00 Majlis-e-Irfan: Huzoor with Urdu Speaking Friends, Rec: 03.08.01
- 03.00 Lajna Magazine: No.7 Produced by MTA Pakistan
- 03.55 Documentary: A trip to a Mango Farm Part 2
- 04.35 MTA Sports: Badminton Final Majlis Ansarullah Pakistan
- 04.50 Urdu Class: Lesson No.238 / Rec.22.12.96
- 06.05 Tilawat, Dars Hadith, News
- 06.55 Saraiky Programme: Friday Sermon Rec: 16.02.01
- 07.25 Speech: Mau.S.M.Anwar Sb.
- 08.00 Lajna Magazine: Prog. No.7
- 08.55 Our Magazine: 'Tashges-ul-Izhaan'
- 09.25 Urdu Class: With Huzoor Lesson No.238 ®
- 10.25 Indonesian Service: Various Items
- 10.55 Bengali Service: Rana Banna
- 11.30 MTA Sports: Badminton Final. ®
- 11.40 Nazm & Darood Shareef
- 12.00 Friday Sermon: Live From London
- 13.00 Tilawat, News
- 13.30 Majlis e Irfan: Hazoor With English Speaking Friends Rec: 03.08.01
- 14.30 Documentary: A Trip to a Mango Farm ®
- 15.00 Friday Sermon: 10.08.00 ®
- 16.00 Children's Corner: Class No.61 ® Produced by MTA Canada
- 17.00 German Service: Various Items.
- 18.00 Tilawat, Dars ul Hadith
- 18.15 French Programme.
- 18.50 Urdu Class: Lesson No.238 ®
- 19.50 Belgian Programme:
- 20.20 Friday Sermon: Rec.10.08.01®
- 21.25 Documentary: Trip to a Mango Farm ®
- 21.50 Majlis Irfan Rec.03.08.01®
- 22.45 Lajna Magazine: No.7 ®
- 23.45 MTA Sports: Badminton Final ®

Saturday 11th August 2001

- 00.00 Tilawat, News, Dars ul Hadith
- 00.55 Children's Corner: Waqfeen-E-Nau Programme No.4 Produced by MTA Pakistan
- 01.25 Kehkashan Prog: 'Kutab Hadhrat Masih Maud (AS) Ki Ahmiyat' Host: Nafees A. Ateeq Sb
- 01.55 Friday Sermon Rec: 10.08.01 ®
- 02.55 Computer for Everyone: Part 111 Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
- 03.30 Mulaqat: With German Speaking Friends Rec: 01.08.01
- 04.30 Urdu Asbaaq: Lesson No.6 By Maulana Ch. Hadi Ali Sahib
- 05.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.368 Rec:17.02.98
- 06.05 Tilawat, News, Dars ul Hadith
- 07.05 MTA Mauritius: Program de Varietes
- 07.55 Tabarukaat: J/S Rabwah 1960 ' Aqaid Ahmadiyat per aitarazat aur jawab' By Mau. Qazi Muhammad Nazir Sb.
- 08.55 Liqa Ma'al Arab: Session No.368 ®
- 09.55 Indonesian Service:
- 10.55 Urdu Asbaq Lesson No.6 ®
- 11.25 Children's Corner: Waqfeen –e-Nau Prog.No.4
- 12.05 Tilawat, News
- 12.40 Bengali Service: Various Items
- 13.40 Mulaqat With German Speaking Friends ®
- 14.40 Computers For Everyone: Part No.111 ®
- 15.15 Quiz: Khutbat-e-Imam, Quiz from 03.12.99
- 15.40 Documentary: Takreeb Tashkur
- 16.00 Children's Class: With Huzoor, Rec. 11.08.01
- 17.00 German Service:
- 18.00 Tilawat & French Programme
- 19.00 Liqa Ma'al Arab: Session No.368 ®
- 20.00 Arabic Programme: Tafseer ul Kabir By Munir Adilbi Sahib – Prog. No.28
- 20.35 Mulaqat With German Speaking Friends ®
- 21.35 Computers for Everyone: Part No.111 ®
- 22.10 Children's Class With Huzoor ®
- 23.10 Quiz: Khutabate-e-Imam ®
- 23.30 Learning Languages: Urdu Asbaq No.6 ®

Sunday 12th August 2001

- 00.00 Tilawat, News, Darsul Hadith
- 01.00 Children's Corner: Quiz Hifze Ishaar No.7
- 01.25 Children's Corner: Kudak No.8
- 01.45 Darsul Quran: From London By Hadhrat Khalifatul Masih IV Lesson No.6, Rec: 27.12.98
- 03.10 Hamari Kainat: No.103 Presented by Sayed Tahir Ahmad Sahib
- 03.40 Mulaqat: Young Lajna and Nasirat Rec: 05.08.01
- 04.40 Learning Languages: French Class No.7
- 05.00 Urdu Class: Lesson No.239 / Rec.27.12.96
- 06.05 Tilawat, News
- 07.00 Dars ul Quran: Lesson No.6 ®
- 08.30 Chinese Programme: Book reading Presented by Usman Chou Sahib Part 2
- 08.55 Urdu Class: Lesson No.239 ®
- 09.55 Indonesian Service: Various Items
- 10.55 Children's Class with By Hadhrat Khalifatul Hadhrat Masih IV Rec: 11.08.01®
- 12.00 Tilawat, MTA News
- 12.35 Bengali Service: Various Items
- 13.35 Mulaqat With Young Lajna & Nasirat Rec.05.08.01
- 14.35 Hamari Kaenat: No.103 ®
- 15.05 Friday Sermon: Rec.10.08.01 ®
- 16.05 Children's Corner: Kudak No. 8®
- 16.25 Learning French: Lesson No.7
- 16.55 German Service: Various Items
- 18.00 Tilawat
- 18.20 English Language Programme
- 19.05 Urdu Class: Lesson No.239 ®
- 20.05 Safar Hum Nay Kiya – Part 4
- 20.35 Mulaqat: With Nasirat & Young Lajna ®
- 21.40 Dars ul Quran: Lesson No.6 ®
- 23.05 Hamari Kaenat: No.103 ®
- 23.35 Learning French: Lesson No.7

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 Friday, August 03, 2001 Issue No. 31

کسیرے ریجن کوروگو (آئیوری کوسٹ) کے جلسہ سالانہ کا کامیاب انعقاد

(رپورٹ : عامر ارشاد ، مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ)

خداتعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ کاسیرے کا پہلا جلسہ سالانہ مورخہ یکم مئی ۲۰۰۱ء کو مسجد احمدیہ کاسیرے کے سامنے منعقد ہوا۔

اس جلسہ کی تیاری کے لئے دعوت نامے اور اشتہارات مرکزی مشن آبی جان سے بنوا کر پورے ریجن میں تقسیم کئے گئے اور معززین علاقہ کو جلسہ میں شرکت کے لئے دعوت نامے بھجوائے گئے۔ چونکہ یہ اس جماعت کا پہلا جلسہ تھا اس جلسہ کو جماعتی روایات کے مطابق آرگنائز کرنے کے لئے خاکسار اور مکرم باسط احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ چار یوم قبل وہاں پہنچے اور مکرم بکاری جاراسویا نائب صدر جماعت احمدیہ کاسیرے کی زیر نگرانی ۵۵ رکنی انتظامیہ کمیٹی تشکیل دی گئی اور مکرم سلمان کوناتے صاحب کو افسر جلسہ سالانہ مقرر کیا گیا۔ جلسہ کے لئے مہمانوں کی آمد ۳۰/اپریل کی صبح سے شروع ہوگئی جن کی رہائش کے لئے ایک مقامی دوست نے اپنا ۸ کمروں پر مشتمل مکان دیا اور یہاں ان کے کھانے کا انتظام کیا گیا۔

مورخہ ۳۰/اپریل کی شام چار بجے مکرم عبدالرشید صاحب انور امیر و مبلغ انچارج کی زیر قیادت چار رکنی وفد کاسیرے پہنچا جن کا استقبال احمدی بچوں اور احباب جماعت نے لاالہ الااللہ کا ورد کرتے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند کرتے ہوئے کیا اور پورے گاؤں میں ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی۔ اس وفد میں مکرم وسیم احمد ظفر صاحب ریجنل مشنری آبی جان، مکرم قاسم طورے صاحب ریجنل مبلغ بسّم (Bassam)، مکرم کونے سعید صاحب نیشنل سیکرٹری مال اور مکرم ادریس تیرا صاحب شامل تھے۔

تبلیغی نشست

۳۰/اپریل کی شب بعد نماز عشاء جلسہ گاہ میں ایک تبلیغی نشست منعقد کی گئی جس میں عورتوں، بچوں سمیت احباب کی ایک بڑی تعداد نے شرکت کی۔ بعدازاں مکرم قاسم طورے صاحب نے مقامی بچوں کے ساتھ نظمیں پڑھیں جس سے ایک روحانی منظر پیدا ہوگیا اور صبح کے جلسے میں شرکت کے لئے ایک نیا جوش لوگوں میں پیدا ہوگیا۔

تیاری جلسہ

یکم مئی بعداز نماز فجر خاکسار اور مکرم باسط احمد شاہد صاحب نے خدام الاحمدیہ کے ساتھ مل کر کرسیاں وغیرہ لگا کر سٹیج بنایا اور جلسہ گاہ کو بینرز کے ساتھ غریب دلہن کی طرح سجایا۔ جلسہ گاہ کے قریب ایک جماعتی کتب کا اسٹال اور ایک ہومیوپیتھی ادویات کا اسٹال بھی لگایا گیا۔

افتتاح

جلسہ سالانہ کا افتتاح یکم مئی صبح دس بجے پرچم کشائی کی تقریب سے ہوا۔

پہلے اجلاس کی کارروائی مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت تلاوت قرآن کریم سے ہوئی جو مکرم فنیگے سیبے صاحب نے کی جس کا جولا ترجمہ مکرم قاسم طورے صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم باسط احمد صاحب ریجنل مبلغ یامسکرو (Yamsaakro) نے جولا نظم اور اردو نظم کے چند اشعار پڑھے۔ بعدازاں جماعت احمدیہ کاسیرے کے نمائندے نے استقبالیہ کلمات پیش کئے اور تمام حاضرین کا خیر مقدم کیا۔

خطابات معززین

مہمانان خصوصی میں مکرم میئر صاحب کاسیرے اور نائب گورنر کے نمائندے اور ۲۱۔ ائمہ کرام اور سات چیف صاحبان شامل تھے۔ مکرم میئر صاحب، نمائندہ گورنر اور کاسیرے کے چیف صاحب نے باری باری مختصر خطابات کئے جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ کا کھلے دل سے استقبال کیا اور ان کے علاقہ میں جلسہ منعقد کرنے پر ہدیہ تشکر پیش کیا اور جماعت احمدیہ کی اسلام کی سربلندی کے لئے کی جانے والی مساعی کی کھلے دل سے تعریف کی۔

مکرم امیر صاحب نے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے آنحضور ﷺ کے صبر و تحمل اور عفوودرگزر کے پہلو کو اجاگر کیا۔ آپ کی تقریر کا رواں ترجمہ جولا زبان میں مکرم قاسم طورے صاحب نے کیا۔

بعدہ مکرم عمر معاذ کولی بالی صاحب ریجنل مبلغ بوآکے (Boake) نے ظہور امام مہدی کے عنوان سے جولا زبان میں تقریر کی جس کے بعد مختلف آئمہ کرام نے مختصر خطابات کئے اور جلسہ کے بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کیا۔ ایک بجکر تین منٹ پر جلسہ کا پہلا اجلاس اختتام پذیر ہوا اور دو بجے امیر صاحب کی اقتداء میں نماز ظہر ادا کی گئی۔ نماز ظہر کے بعد مجلس سوال وجواب منعقد ہوئی جس میں مقامی احباب اور غیر از جماعت احباب نے انتہائی دلچسپی سے حصہ لیا۔ دو بجکر چالیس منٹ پر امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی اور یوں جماعت کاسیرے کا پہلا جلسہ سالانہ اختتام پذیر ہوا۔ اس کے بعد حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا جو لجنہ کی تین مختلف ٹیموں نے تیار کیا تھا۔

شعبہ حاضری کے مطابق اس جلسہ میں ۱۷۸۵ احباب وخواتین نے شرکت کی۔

تأثرات

صدر جماعت احمدیہ کاسیرے نے بیان کیا کہ جلسہ سالانہ کے دعوت نامے جب مختلف دیہات اور شہروں میں تقسیم کئے گئے تو بُنجالی کی ایک بہت بڑی مسلم تنظیم کو جب یہ دعوت نامہ پہنچا تو انہوں نے ہمیں جلسہ منعقد کرنے سے منع کیا اور کہا کہ احمدی غیر مسلم ہیں اور ان کی کوئی بات نہ سنی جائے۔ اس پر صدر صاحب نے جواب دیا کہ آپ نے اگر جلسہ میں شمولیت کرنی ہے تو ٹھیک ہے ورنہ ہم تو ہر حال میں جلسہ کریں گے کیونکہ ہم احمدیت کی حقیقت کو جانتے ہیں کہ یہی حقیقی اسلام ہے۔

مکرم بکر جاواسویا اور بیا کولی بالی جنہوں نے اس جلسہ کے انعقاد میں کلیدی کردار ادا کیا، بیان کرتے ہیں کہ احمدی ہونے سے قبل ہم مختلف دیہات میں جا جا کر لوگوں کو احمدیت قبول کرنے سے منع کیا کرتے تھے اور لوگوں سے کہتے تھے کہ یہ اسلام دشمن اور غیر مسلم ہیں ان کی کوئی بات نہ سنی جائے۔ آج ہم احمدی ہو چکے ہیں تو اپنے اس سابقہ رویے پر بہت شرمندہ ہیں اور اس کی تلافی کی کوشش کریں گے۔ اب تو ہمارا یہ حال ہے کہ اگر ہمیں باندھ کر اور مار مار

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

اِنَّمَا يَعْمُرُ مَسَاجِدَاللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (التوبہ:۱۸)

مرھینی (کینیا-Kenya۔ مشرقی افریقہ) میں احمدیہ مسجد کی تعمیر

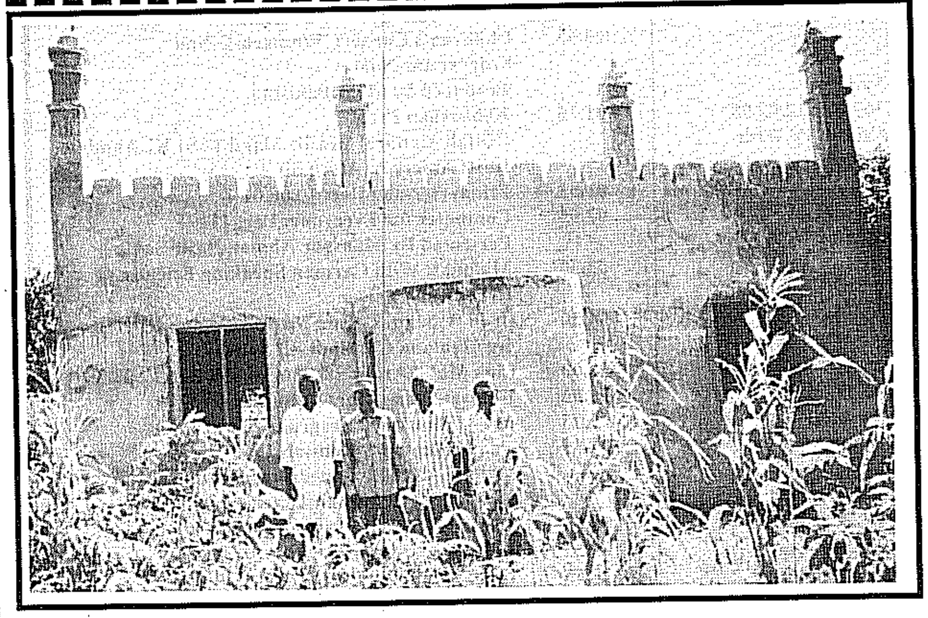

مرہینی کا گاؤں ممباسہ سے فیری کراس کر کے ۷۰ کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے بہت بڑی جماعت قائم ہے۔ ایک ہزار سے زائد نفری موجود ہے۔ اس گاؤں میں ایک احمدی بزرگ نے اپنی زمین میں سے ۱۰۔ ایکڑ کا پلاٹ جماعت کو دیا ہوا ہے جو کہ جماعت کے نام رجسٹرڈ ہے۔

یہاں پر ڈیڑھ سال قبل جماعت نے ایک خوبصورت پکی مسجد تعمیر کی ہے جس کی وجہ سے سارے علاقہ میں خدا کے فضل سے جماعت کی بہت اچھی شہرت پیدا ہوئی ہے۔ احباب جماعت نے خوب تعاون کیا۔ نومبایعین عورتوں، بچوں، بوڑھوں سب نے ہی اپنی استطاعت کے مطابق کسی نہ کسی رنگ میں مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا ہے۔

اس گاؤں میں جانے کے لئے نیشنل پارک (جنگل) سے گزرنا پڑتا ہے۔ ہمارے مبلغ فیض احمد صاحب نے بہت محنت کی ہے۔ کئی دفعہ راستے میں ہاتھیوں نے راستہ روک لیا لیکن اللہ تعالیٰ نے محفوظ رکھا۔ خدا کے فضل سے یہاں بہت اچھی جماعت قائم ہو چکی ہے۔

(وسیم احمد چیمہ۔ امیر و مشنری انچارج۔ کینیا)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْهُمْ تَسْحِيقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔